تعلیماتِ اہلبیتؑ

درجہ ششم

ادارۂ فروغ تعلیماتِ اہلبیتؑ

تعلیماتِ اہلبیتؑ

(بچوں کی دینیات)

درجہ ششم

حسن علی بک ڈپو
بڑا امام باڑہ ، کھارادر
کراچی 74000 فون 2433055

ادارۂ فروغ تعلیماتِ اہلبیتؑ

نام کتاب : ——— تعلیماتِ اہلبیتؑ

مجلس مصنفین : ——— غلام علی پنجوانی
حسین علی دیوجانی
غلام محمد رحمانی
محمد علی وکیل

کتابت : ——— اے ۔ زیڈ ۔ آرٹ ۔ کراچی

آرٹسٹ : ——— بشیر حیدر علی

تاریخ اشاعت : ——— اوّل: اگست ۱۹۹۱ء
دوم: اگست ۱۹۹۵ء

ناشر : ——— ادارۂ فروغ تعلیماتِ اہلبیتؑ، کراچی

ھدیہ : ——— ۲۰ روپیہ

تعارف

مسلمان ہونے کے اعتبار سے ہماری ایک بڑی ذمہ داری نسلِ نو کی دینی تعلیم و دینی تربیت بھی ہے ۔ خصوصاً موجودہ حالات میں ہماری اس ذمہ داری میں اضافہ ہو گیا ہے ۔

اس کے پیشِ نظر یہ ضروری محسوس کیا گیا کہ ایک ایسا نصابِ تعلیم تیار کیا جائے جو اس ضرورت کو پورا کرے اور اس انداز سے تیار کیا گیا ہو جو ایک طرف مدارس و اسکولوں کی دینی ضرورت کو پورا کرے اور دوسری طرف نصابی تقاضوں کی تکمیل کرے ۔ مجلس مصنفین پروردگارِ عالم کا شکر ادا کرتی ہے کہ اس کی توفیقات و معصومینؑ کی تائید و مدد سے اپنی اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے میں کامیاب ہوئی ۔

اس نصابِ تعلیم کی تیاری میں مندرجہ ذیل امُور کا خیال رکھا گیا ہے ۔

- نرسری سے جماعت دہم تک کی ضروریات کی تکمیل ہو جائے ۔
- بچوں کی ذہنی سطح کا تدریجاً خیال رکھا جائے ۔
- تمام ضروریاتِ دینی یعنی عقائد ، فقہ ، سیرت ، تاریخ کی تکمیل ہو اور ان میں توازن ہو ۔
- جب ایک طالب علم جماعت دہم سے فارغ ہو یا مکلف ہو جائے تو وہ بنیادی تعلیماتِ دین سے واقف ہو چکا ہو ۔

امید ہے کہ مدارس و اسکول اس نصاب تعلیم سے استفادہ کریں گے اور گرانقدر مشوروں سے نوازیں گے ۔ ہم خداوندِ کریم سے دعاگو ہیں کہ بتصدقِ محمدؐ و آلِ محمدؐ ہماری ان کوششوں کو قبول فرمائے اور ہماری قوم کو علمِ دین کی دولت سے سرفراز فرمائے ۔

مجلس مصنفین

تصدیق نامہ

از

علامہ طالب جوہری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زیر نظر کتاب "تعلیمات اہلبیت" مکتب آل محمدؐ کے بنیادی عقائد اور اعمال کی کتاب ہے۔ یہ مختلف اجزاء پر مشتمل ہے۔ اسے تدوین کرنے والے حضرات جناب غلام علی پنجوانی، جناب حسین علی دیوجانی، محمد رضا، جناب غلام محمد رحمانی ہیں۔

اس موضوع کی کتابوں کو عموماً دینیات کی کتابوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مختلف ادوار میں رجال دین نے اس موضوع پر کتابیں مرتب کی ہیں اور یقیناً ان سب حضرات کی مساعی جمیلہ لائق تحسین و ستائش ہیں۔

ہر دور اپنے منفرد اور مخصوص تقاضوں کے ساتھ طلوع ہوتا ہے۔ یہی منفرد اور مخصوص تقاضے نسلوں کی ذہنیت پر اثر انداز ہوتے ہیں جس کے سبب تعلیم و تربیت سے لے کر معاشرت و سیاست تک ہر سطح پر تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ ذہین و زیرک افراد وہی ہوتے ہیں جو ان تبدیلیوں کو پہچانیں اور ان سے عہدہ برآ ہوں۔

زیر نظر کتاب کے مختلف اجزاء کو جستہ جستہ دیکھنے کا موقع ملا۔ یہ ایک ایسی کاوش ہے جس کی اہمیت اور افادیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ اس تحریری کاوش میں بچوں کی نفسیات اور جدید نشر و اشاعت اور ان کے فکری ارتقاء کو مدنظر رکھا گیا ہے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ انتہائی ضروری اور بنیادی مسائل اس طرح سے پیش کئے جائیں جو عہد حاضر کے بچوں کی عملی زندگی کے آغاز پر کام آسکیں۔

مجموعی طور پر یہ ایک انتہائی ذہانت سے مرتب کیا ہوا نصاب دینیات ہے۔ مجھے امید ہے کہ ادارے اور افراد اس سے استفادہ کریں گے۔

مؤلفین کے لئے میں دعا گو ہوں کہ خداوند عالم بہ طفیل معصومین علیہم السلام ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور انہیں مزید علمی اور دینی خدمات کی توفیق عطا کرتا رہے۔

طالب جوہری

تصدیق نامہ

از

مولانا محمد صادق حسن

بسمہ تعالیٰ

میں نے کتاب "تعلیماتِ اہلِ بیتؑ" (مرتبہ: محترم غلام علی پنجوانی۔ محترم حسین علی دیوجانی۔ محترم غلام محمد رحمانی۔ محترم محمد علی وکیل) کے تمام حصّوں کا سبقاً سبقاً و حرفاً حرفاً مطالعہ کیا اور اس میں کسی قسم کی غلطی نہیں پائی۔ نیز اس کتاب کو بچّوں کے ذہن و عمر کے مطابق مناسب پایا۔ امید ہے کہ مومنین و مومنات اپنے بچوں کی دینی تعلیم کے لئے اس کتاب سے کماحقہٗ استفادہ کریں گے۔

احقر

محمد صادق حسن

فہرست

۱۔ نعت ـــــــ ۹
۲۔ خدائے مہربان ـــــــ ۱۰
۳۔ ہمارے نبیؐ کے معجزے ـــــــ ۱۵
۴۔ قرآن مجید ـــــــ ۲۱
۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ـــــــ ۲۶
۶۔ امام زین العابدین علیہ السلام ـــــــ ۳۱
۷۔ امام محمد باقر علیہ السلام ـــــــ ۳۹
۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام ـــــــ ۴۵
۹۔ حضرت عمار یاسرؓ ـــــــ ۵۱
۱۰۔ غزوۂ اُحد ـــــــ ۵۶
۱۱۔ والدین کا احترام ـــــــ ۶۲
۱۲۔ دُوسروں کی مدد ـــــــ ۶۸
۱۳۔ نماز کی اہمیت ـــــــ ۷۳
۱۴۔ اسلام اور پردہ ـــــــ ۷۹
۱۵۔ کھانے پینے کے آداب ـــــــ ۸۵
۱۶۔ احکامِ نجاست وطہارت ـــــــ ۹۱
۱۷۔ غسل کا طریقہ ـــــــ ۹۶
۱۸۔ مقدماتِ نماز ـــــــ ۹۹
۱۹۔ واجباتِ نماز ـــــــ ۱۰۳
۲۰۔ نمازِ آیات ـــــــ ۱۰۷
۲۱۔ سُورۃ النّصر ـــــــ ۱۱۱
۲۲۔ اقوالِ زرّیں ـــــــ ۱۱۳

اے رب! میرے علم میں اضافہ فرما

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

نعت

ناصر حسین ناصر

رسُولوں کے سرور ہمارے محمّد
ہیں اللہ کو سب سے پیارے محمّد

نہیں اُس کو دنیا میں مشکل کی پروا
جو مشکل میں دل سے پکارے محمّد

خدا نے جو بھیجا ہے رحمت بنا کر
نہ کیوں ہم کو ہوں جاں سے پیارے محمّد

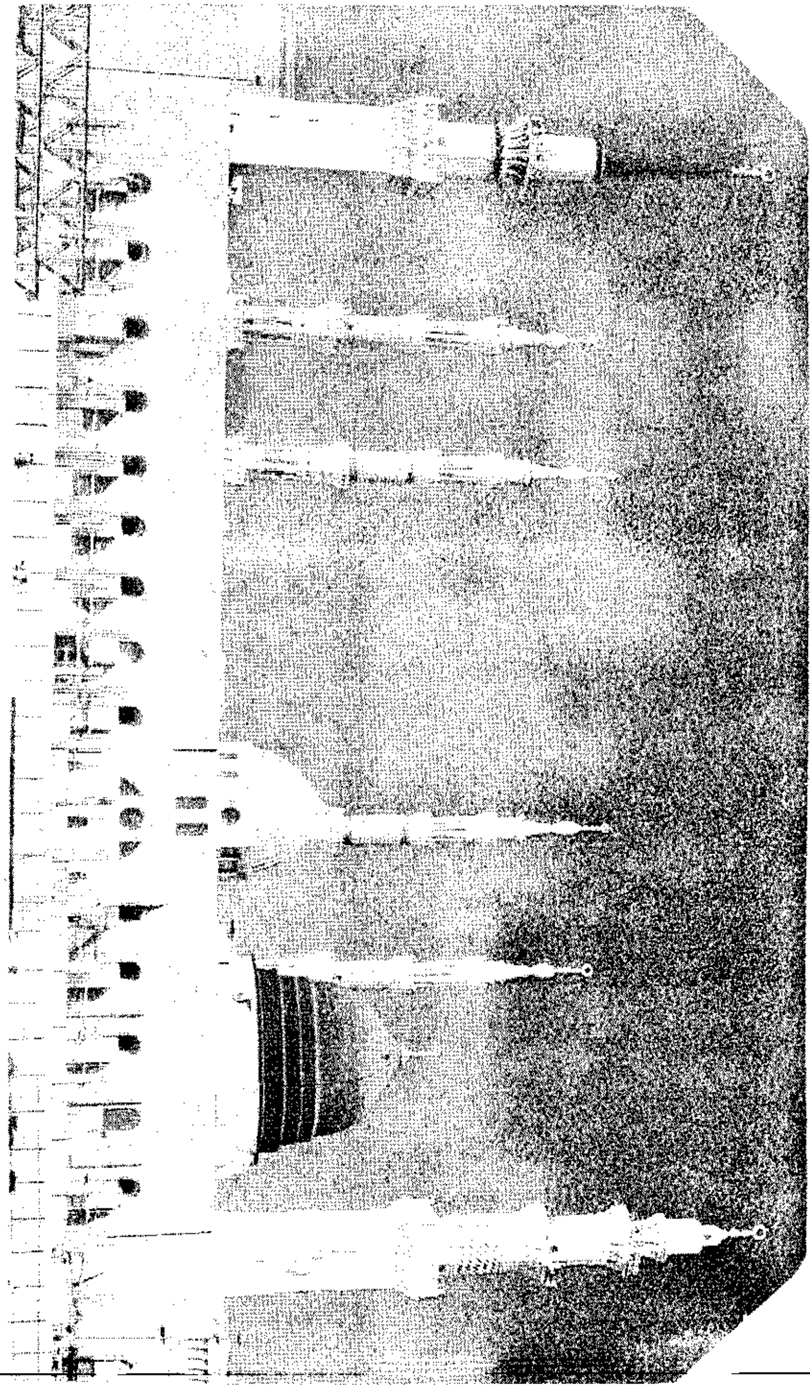
محمّد ہی اوّل محمّد ہی آخر
زمانے میں حجت ہمارے محمّد

زمانے کو پیغام حق دینے والے
امین اور صادق ہمارے محمّد

یہ کہتے تھے معراج کی شب فرشتے
کہ ہیں حق کے مہماں ہمارے محمّد

گراتی تھی ہر روز کوڑا جو ان پر
گئے اس کی پرسش کو پیارے محمّد

زمانے میں ہادی قیامت میں شافع
دو عالم کے رہبر ہمارے محمّد



روضۂ رسولؐ (مدینہ منورہ)

خدائے مہربان

اللہ تعالیٰ نے ہم کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اگر ان نعمتوں کا شمار کرنا چاہیں تو ہم کبھی بھی شمار نہیں کر سکتے۔ جب ہم اس دُنیا میں آئے تو ہماری حالت یہ تھی کہ ہم خود سے کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے اور اگر کوئی تکلیف ہوتی تو اس کا اظہار صرف رو کر کرتے تھے۔ اللہ نے ہم پر مہربانی کی اور ہمارے ماں باپ کے دل میں ہمارے لیے بے پناہ محبّت ڈال دی تاکہ ہماری ہر ضرورت کا خیال رکھیں۔ ماں ہمیں دودھ پلاتی، نہلاتی دُھلاتی، صاف اور آرام دہ لباس پہناتی تھیں۔ ہمیں اگر معمولی سی بھی تکلیف ہوتی یا بیمار پڑتے تو ہمارے والدین اپنا آرام چھوڑ کر ہمارے آرام کا خیال کرتے تھے اور ہماری خدمت اور تیمارداری میں دن رات ایک کر دیتے تھے۔

جب ہم ذرا بڑے ہوئے تو اللہ کی مہربانی سے اب ہم بول سکتے تھے۔ اپنی ضرورت کا اظہار کر سکتے تھے، چل سکتے تھے اور چیزوں کو صحیح طور سے اپنی گرفت میں لے سکتے تھے۔ ہماری ضرورتوں میں اضافہ ہوا تو اس دور میں بھی ماں باپ کی شفقت ہی ہمارے کام آئی۔

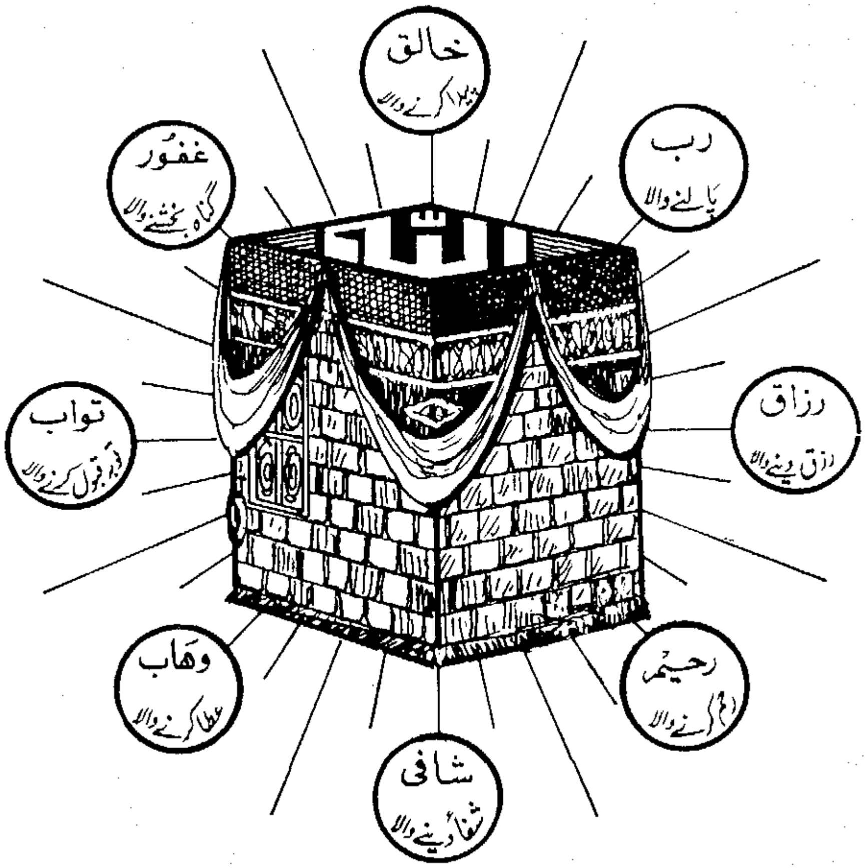
ہم پر اللہ کی ایک مہربانی یہ بھی ہے کہ اس نے ہمیں عقل جیسی نعمت سے نوازا ہے۔ جیسے جیسے ہم بڑے ہوتے گئے ہماری عقل میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ اب ہم یہ سمجھ سکتے تھے کہ کون سی بات ہمارے لیے مفید ہے اور کون سی نقصان دہ مثلاً جب ہم چھوٹے تھے تو کم عقلی کی وجہ سے آگ کی جانب ہاتھ بڑھا دیتے تھے لیکن عقل میں اضافہ ہو جانے کے بعد ایسا ہرگز نہ کریں گے۔ عقل کی پختگی کے لیے علم کا ہونا ضروری ہے کیوں کہ علم عقل کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس کے بغیر صرف عقل کے ذریعے ہم

ہر چیز کی اچھائی اور برائی کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ علم ہی کی وجہ سے ہم یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ کون سے کام اللہ کو راضی کرتے ہیں اور کون سے اللہ کی ناراضگی کا سبب بنتے ہیں۔ اس لیے اب یہ ضروری ہے کہ ہم احکام خداوندی کا علم حاصل کریں۔

خدائے مہربان نے ہماری آسانی کے لیے مختلف کتابیں نازل کیں اور انبیاء علیہم السّلام و آئمہ علیہم السّلام کو بھیجا تاکہ وہ ہمیں احکام خداوندی سے آگاہ کریں۔ ان ہی کی وجہ سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ خدا کو راضی کرنے کے لیے کن احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے اور کن چیزوں سے بچنا چاہیئے۔ لہٰذا احکام خداوندی کا علم ہونا بھی اللہ کی ایک بہترین نعمت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم پر اس قدر مہربان ہے کہ اس مختصر زندگی میں اُس کے احکام پر عمل کرنے کے عوض ہمیں آخرت میں ہمیشہ باقی رہنے والی نعمت یعنی جنت سے نوازے گا۔ لیکن اگر کوئی اللہ کی نافرمانی کرے تو خدائے مہربان نے اس کیلئے بھی

خدائے مہربان



توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے یعنی انسان اپنے کیے ہوئے گناہ پر نادم ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے۔ اس طرح خداوند تعالیٰ کی مہربانی سے وہ جہنم کے بجائے جنت کا حقدار بن جاتا ہے۔

سوالات

سوال ۱: اس دُنیا میں آنے کے بعد خداوند تعالیٰ نے ہم پر کیا مہربانی کی؟

سوال ۲: احکام خداوندی کا علم حاصل کرنا کیوں ضروری ہے؟

سوال ۳: خدائے مہربان نے اپنے نافرمان بندے کے لیے کیا مہربانی فرمائی ہے؟

ہمارے نبی ﷺ کے مُعجزے

انسان ہدایت کا محتاج ہے یعنی انسان کو یہ معلوم ہو کہ اسے کن باتوں پر عمل کرنا ہے اور کن باتوں سے پرہیز کرنا ہے تاکہ اسے خدا کی خوشنودی حاصل ہو۔ اسی مقصد کے لیے خُدا نے انبیاءؑ بھیجے تاکہ وہ ہماری ہدایت کریں۔ خدا نے انسان کی آسانی کے لیے انبیاءؑ کو معجزے عطا کیے جن کی مدد سے انسان اپنے زمانے کے نبی کو پہچان کر ان کے بتائے ہُوئے احکام پر عمل کریں۔

معجزہ اس غیر معمولی فعل کو کہتے ہیں جو نبی اپنے دعویٰ نبوّت کی صداقت کے طور پر پیش کریں اور جس کا کرنا انسان کی قوت سے باہر ہو اور جس کا جواب پیش کرنے سے انسان عاجز ہو۔

خدا نے ہمارے نبی حضرت محمّد مصطفٰے ﷺ

کو دیگر انبیاءؑ کے مقابلے میں زیادہ معجزے عطا کیے۔ اُن میں سے چند یہ ہیں۔

۱: قرآن مجید

ہمارے نبی ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔ عرب کے لوگوں کو اپنی فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز تھا۔ خدا نے ہمارے نبی ﷺ پر عربی زبان میں قرآن مجید کو نازل کیا اور تمام لوگوں کو چیلنج کیا کہ وہ کسی ایک سُورے کی مثل پیش کریں۔ اُس وقت سے لے کر آج تک کوئی بھی اس چیلنج کا جواب نہ دے سکا اور قیامت تک نہ کوئی اس کا جواب دے سکے گا کیونکہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور فصاحت و بلاغت میں اپنی مثال آپ ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کا یہ معجزہ قیامت تک باقی رہے گا۔

۲: شریعت اسلامی

انسان اپنی تمام کوششوں کے باوجود ایسا قانون نہیں بنا سکتا جو اس کے تمام مسائل کا حل پیش کر سکے کیونکہ انسانی علم محدُود ہے۔ اس کے برعکس خدا نے ہمارے رسُول ﷺ کے ذریعے جو شریعت پیش کی ہے اس میں وہ تمام احکام اور ہدایات موجود ہیں جن کی ضرورت انسان کو قدم قدم پر پڑتی ہے یہاں تک کہ شریعت اسلامی نے کھانے، پینے، اُٹھنے، بیٹھنے، سونے اور لباس پہننے کے آداب بھی بتائے ہیں۔ قرآن مجید کی طرح ہمارے نبی ﷺ کا یہ معجزہ بھی قیامت تک باقی رہے گا۔

۳: سنگریزوں کا تسبیح کرنا

ایک دفعہ ایک کافر نے رسُول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آپ ﷺ کوئی دلیل دیجئے جس سے

پہچانا جائے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسُول ہیں۔پس آپ ﷺ نے زمین سے سات کنکریاں اُٹھائیں۔جونہی وہ آپ ﷺ کے دستِ اقدس پر آئیں اُن کنکریوں سے تسبیحِ خدا کی آواز آنے لگی۔

۴: درخت کا آنا

ایک دفعہ قریش کے چند لوگ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے اور نبوّت کی صداقت پر معجزہ طلب کیا۔حضور ﷺ نے فرمایا "تم کیا چاہتے ہو؟" قریش کے لوگوں نے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے کہا "اس درخت سے کہو کہ جڑ اور ریشہ سمیت اُکھڑ کر آپؐ کے پاس آئے"۔حضور ﷺ نے درخت سے مخاطب ہو کر فرمایا "اے درخت اگر تُو خدا اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے اور مجھ کو خدا کا رسُول جانتا ہے تو بحکمِ خدا اپنے مقام سے اپنی جڑوں کے ساتھ اُکھڑ

کر میرے پاس چلا آ"۔ پس وہ درخت اپنی جڑوں سمیت حضرت ﷺ کے پاس آ کھڑا ہُوا۔

۵: چاند کے ٹکڑے ہونا

ایک مرتبہ کفارِ قریش آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا "اے محمد ﷺ! یہ معجزات جو آپ ﷺ ہم کو دکھاتے ہیں اگر جادو نہیں ہیں تو کوئی آسمانی معجزہ دکھایئے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جادو آسمان میں اثر نہیں کرتا"۔ حضور ﷺ نے فرمایا "اگر تم کہو تو چاند کا معجزہ دکھائیں"۔کفارِ قریش نے کہا "ہاں دکھاؤ"۔ حضرت ﷺ نے اپنی انگشت مُبارک سے چاند کی طرف اشارہ کیا اور وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ یہ دیکھ کر کفار نے کہا کہ ان ٹکڑوں کو دوبارہ مِلا دیا جائے۔ حضرت ﷺ نے پھر اشارہ کیا اور وہ دونوں ٹکڑے اپنے مقام سے چلے اور آپس میں مل گئے۔

سوالات

سوال ۱: معجزہ کسے کہتے ہیں اور خدا نے انبیاء کو معجزے کیوں عطا کیے؟

سوال ۲: خدا نے ہمارے رسُول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو معجزات عطا کیے ان میں کوئی تین مختصراً تحریر کیجئے۔

سوال ۳: "انسان کے تمام مسائل کا حل صرف خدا کے پاس ہے" ثابت کیجئے۔

قرآن مجید

ہمارے رسُول حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ جس زمانے میں مبعوث ہوئے یہ وہ دَور تھا جب گمراہی حد سے بڑھ چکی تھی اور لوگ احکام خدا کو بُھلا چکے تھے۔ چونکہ آپ ﷺ آخری رسُول تھے اس لیے ایک ایسی آسمانی کتاب کی ضرورت تھی جو اس زمانے کے انسانوں کے ساتھ ساتھ رہتی دُنیا تک کے انسانوں کی ہدایت کر سکے۔ خدا نے قرآن مجید کی شکل میں اپنے بندوں کو وہ رہنما عطا کیا جسے دیکھ کر قیامت تک کے انسان خدا کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہوسکیں۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ خدا نے اسے ہدایت کے ساتھ ساتھ بطور معجزہ بھی نازل کیا۔

جس زمانے میں قرآن مجید نازل ہُوا اس دَور میں عرب کے لوگ اپنی فصاحت و بلاغت میں مشہُور تھے۔ چنانچہ خدا نے

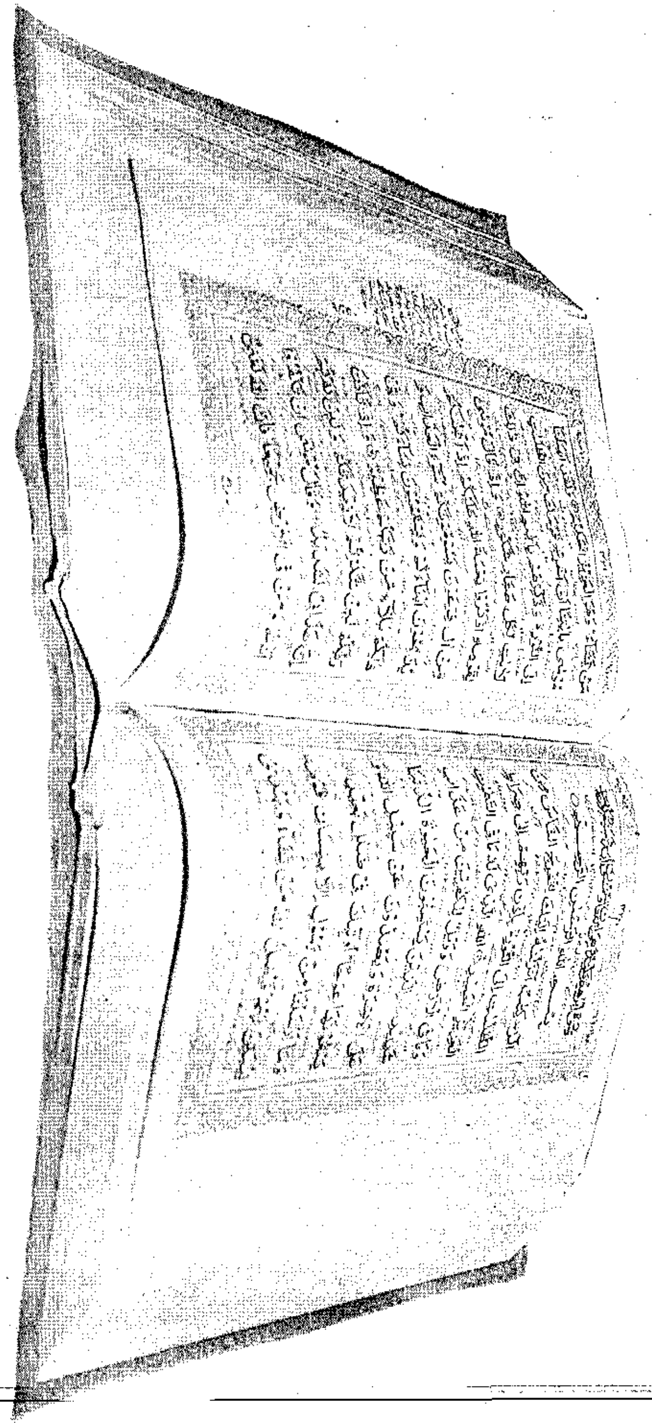
قرآن کو فصیح و بلیغ کتاب بنایا اور عرب کے لوگوں کو چیلنج کیا کہ ان سے ہو سکے تو کسی ایک سُورے ہی کا جواب لے آئیں۔ عرب کے لوگ اہل زبان ہونے کے باوجود اس کا جواب نہ لا سکے بلکہ سورۃ کوثر کو پڑھ کر ان کے سب سے بڑے شاعر نے بے اختیار کہا کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا۔

قرآن مجید ہمارے رسُول حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر ماہِ رمضان میں نازل ہونا شروع ہُوا۔ نازل ہونے والی سب سے پہلی آیت سُورۃ علق کی ہے جو آپ ﷺ پر غارِ حرا میں نازل ہوئی:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝

نزول کا یہ سلسلہ ۲۳ سال تک جاری رہا۔

قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ ان میں سُورتوں کی تعداد ۱۱۴ ہے۔ ان میں ۸۷ مکہ میں نازل ہوئیں اور باقی ۲۷ ہجرت



کے بعد مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔

قرآن مجید وہ عظیم کتاب ہے جس میں دُنیا کے تمام علوم موجود ہیں مثلاً اصولِ دین، فروعِ دین، اخلاقیات، معاشیات، سائنس وغیرہ۔ قرآن مجید کے ان علوم کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ان لوگوں کی جانب رجوع کیا جائے جو اس پر مکمل عبُور رکھتے ہوں۔ اسی بنا پر ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُنیا سے جاتے ہُوئے اُن ہستیوں کی جانب رہنمائی فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتابِ خدا اور دُوسرے میرے اہلِ بیتؑ۔ اگر تم ان دونوں سے وابستہ رہو گے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور یہ دونوں آپس میں کبھی جُدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں"

قرآن مجید کی تلاوت کرنا، سُننا حتیٰ کہ اس کے حروف کو دیکھنا بھی بہت ہی ثواب کا باعث ہے۔ ہمیں چاہیئے

کہ روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کریں اور اس کے احکام پر عمل کریں۔

> یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے آپؐ پر اس لیے نازل کیا ہے تاکہ آپؐ لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف یعنی خدائے غالب و سزاوار حمد کی راہ کی طرف لائیں۔
>
> سورۃ ابراہیم آیت ۱

سوالات

سوال ۱: خدا نے قرآن مجید کو کیوں نازل کیا؟

سوال ۲: عرب کے لوگ اپنی فصاحت و بلاغت کے باوجود قرآن مجید کا جواب کیوں نہ لا سکے؟

سوال ۳: قرآن مجید کے علوم کو صحیح طور سے سمجھنے کے لیے اہلِ بیتؑ کی طرف رجُوع کرنا کیوں ضروری ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شمار اُولوالعزم انبیاء میں ہوتا ہے۔ آپؑ فلسطین میں پیدا ہوئے۔ آپؑ کی پیدائش ایک معجزہ ہے کیونکہ آپؑ اللہ کی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ آپؑ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت مریم تھا جن کا شمار تاریخ کی عظیم ترین خواتین میں ہوتا ہے۔ آپؑ نے گہوارے ہی میں اپنی نبوت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

"میں اللہ کا بندہ ہوں، مجھ کو اسی نے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھ کو نبی بنایا ہے۔"

سورۃ مریم آیت نمبر ۳۰

اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انسانوں کی ہدایت کے لیے جو کتاب نازل کی اس کا نام انجیل ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس زمانے میں پیدا ہوئے وہ

یہودیت کا دَور تھا۔ گمراہی حد سے بڑھی ہُوئی تھی۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو بھُول کر اپنی پسند کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ آپؑ نے ان گمراہ یہودیوں تک خدا کا پیغام پہنچایا اور اُن کو راہِ راست پر آنے کی دعوت دی۔ اپنی نبوّت کی سچائی ثابت کرنے کے لیے آپؑ نے کئی معجزے دکھائے جن میں مُردوں کو زندہ کرنا بھی شامل تھا۔ اس کے علاوہ خدا نے آپؑ کو اندھوں کو بینائی اور کوڑھیوں کو شفا دینے کا معجزہ عطا فرمایا تھا۔

آپؑ کی تبلیغ کی وجہ سے چند لوگ آپؑ پر ایمان لے آئے لیکن اکثریت آپؑ کی دشمن ہوگئی۔ انہوں نے آپؑ کے خلاف ایک محاذ قائم کیا اور آپؑ کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے کبھی آپؑ کو جادوگر اور کبھی دینِ موسیٰؑ کا مخالف قرار دیا۔ آپؑ کو جسمانی نقصان پہنچانے کی سازش بھی کی گئی۔ ان تمام مخالفتوں کے باوجود آپؑ اپنے مقصد سے نہ ہٹے اور

یہودیوں تک خدا کا پیغام پہنچاتے رہے۔ آپؑ نے خدا پر بھروسہ کیا اور آپؑ کو یقین تھا کہ وہ آپؑ کا محافظ اور مددگار ہے۔ چنانچہ دشمنوں کی سازشوں سے آپؑ قطعاً خوفزدہ نہ ہوئے۔ آپؑ کی محنت اور خدا پر توکّل کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپؑ کا پیغام لوگوں کے دلوں میں گھر کرنے لگا اور وہ دینِ حق کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ مفاد پرست یہودیوں سے یہ برداشت نہ ہوسکا اور اُنھوں نے آپؑ کے قتل کی ٹھانی۔ انہوں نے آپؑ کو سُولی پر چڑھانا چاہا لیکن اللہ نے آپؑ کو آسمان پر اُٹھا لیا جہاں آپؑ آج تک زندہ و سلامت ہیں اور ہمارے بارہویں امام حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کا انتظار کر رہے ہیں۔ جب امامؑ ظاہر ہوں گے تب آپؑ بھی زمین پر تشریف لائیں گے اور امامؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والوں میں آپؑ کے بعد گمراہی نے جنم لیا اور اُنہوں نے رفتہ رفتہ انجیل میں

من مانی تبدیلیاں کردیں۔ ہمارے آخری رسُول ﷺ کی رسالت کی گواہی انجیل میں ہے لیکن گمراہ عیسائی آنحضرت ﷺ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں۔

> اور (میں) جب تک زندہ رہوں (اللہ نے) نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے اور اپنی والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والا بنایا ہے اور ظالم و بدنصیب نہیں بنایا ہے۔
> حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ سورۃ المریم۔ آیت ۳۱-۳۲

سوالات

سوال ۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں اپنی نبوت کا اعلان کس طرح فرمایا؟

سوال ۲: جس زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اُس وقت لوگوں کی کیا حالت تھی؟

سوال ۳: یہودیوں کی مخالفت کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تبلیغ کا کام کیوں جاری رکھا اور اس کا نتیجہ کیا نکلا ؟

سوال ۴: حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے کب تشریف لائیں گے ؟

امام زین العابدین علیہ السلام

امام زین العابدین علیہ السلام ہمارے چوتھے امام ہیں۔ آپؑ کی ولادت ۱۵/جمادی الاوّل ۳۸ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپؑ کے والد حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے تمام فرزندوں کے نام اپنے والد حضرت علی علیہ السلام کی محبّت میں "علی" اور تمام بیٹیوں کے نام اپنی والدہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی محبّت میں "فاطمہ" رکھا تھا۔ امام زین العابدین علیہ السلام کی والدہ کا نام جناب شہر بانو تھا جو ایران کے مشہور شہنشاہ نوشیروان عادل کے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام کی پرورش میں تین معصومینؑ نے حصہ لیا۔ عمر کے ابتدائی دو سال حضرت علی علیہ السلام کی آغوش میں گزارے۔ حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد

دس سال تک آپؑ کے چچا امام حسن علیہ السلام نے پرورش کی۔ امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپؑ اپنے والد امام حسین علیہ السلام کے زیرِ سایہ زندگی گذارنے لگے۔

۱۰ محرم ۶۱ھ کو امام حسین علیہ السلام نے دین اسلام کو بچانے کی خاطر عظیم قربانی پیش کی۔ اس وقت امام زین العابدین علیہ السلام بھی کربلا میں موجود تھے۔ اس وقت آپؑ کی عمر مبارک ۲۲ برس تھی۔ کربلا پہنچنے کے بعد آپؑ بیمار ہو گئے تھے۔ اہلِ حرم پر ساتویں محرم سے پانی بند ہوا تو آپؑ کو پانی کا ایک قطرہ بھی میسّر نہ ہوا، بیماری اور پانی نہ ملنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ دسویں محرم کو آپؑ تمام دن غشی کے عالم میں رہے۔

امام زین العابدین علیہ السلام کو اپنی امامت کی ابتداء ہی سے ایسے مصائب برداشت کرنا پڑے کہ جن کو سُن کر آج بھی ہم خون کے آنسو روتے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپؑ کی پُشت سے بستر کھینچ لیا گیا۔ آپؑ

کے گلے میں خاردار طوق، ہاتھوں میں ہتھکڑی اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں۔ قید کر کے کوفہ میں ابنِ زیاد کے دربار میں لے جایا گیا۔ پھر وہاں سے شام میں یزید کے دربار میں لائے گئے۔ تمام راستہ آپؑ کی ماں، بہنیں اور پھوپھیاں برہنہ سَر آپؑ کے ساتھ تھیں۔ امامؑ کے لیے اہلِ حرم کی بے پردگی عظیم مصیبت تھی جسے یاد کر کے آپؑ رویا کرتے تھے۔

امام زین العابدین علیہ السلام کے سامنے ایک کام انتہائی ضروری تھا کہ کسی صُورت امام حسین علیہ السلام کی قربانی کو رائیگاں نہ ہونے دیا جائے تاکہ لوگ حق و باطل میں فرق کر سکیں۔ اس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے آپؑ اور جناب زینبؑ نے کوفہ اور شام کے درباروں اور بازاروں میں بے مثال خُطبات دیئے۔ ان خُطبات کی وجہ سے یزید کا کردار لوگوں کے سامنے واضح ہو گیا۔ لوگوں میں بغاوت کے آثار دیکھے تو یزید نے

اہلِ حرم کو مجبور ہو کر رہا کر دیا۔ رہائی کے بعد آپؑ مدینہ تشریف
لائے اور زندگی بھر یہیں قیام فرمایا۔

آپؑ نے زندگی بھر یہ کوشش کی کہ خدا اور رسول
ﷺ کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں تاکہ لوگ ہدایت پاسکیں۔
لیکن سانحۂ کربلا کے بعد آپؑ کی زندگی ظالم حکمرانوں کے درمیان
گزری جس کے نتیجے میں آپؑ کبھی اطمینان سے تبلیغ کا کام
نہ کرسکے۔ چنانچہ آپؑ نے دین کا پیغام دُعاؤں کی شکل میں لوگوں
تک پہنچایا۔ یہ دُعائیں "صحیفۂ کاملہ" نامی کتاب میں موجود
ہیں جن سے لوگ آج بھی فیض حاصل کر رہے ہیں۔

ان دُعاؤں کے ذریعے امامؑ نے جو تعلیماتِ اسلامی
ہم تک پہنچائی ہیں ان کا عملی نمونہ آپؑ زندگی بھر اپنے کردار
کے ذریعے پیش کرتے رہے۔ آپؑ نے ان دُعاؤں میں
جہاں لوگوں کو اللہ کی عبادت کی طرف مائل کیا وہاں آپؑ
کی اپنی عبادت کا یہ عالم تھا کہ دن اور رات میں ایک ہزار

رکعت نماز پڑھتے تھے اور کثرت سے خدا کو سجدے
کرتے تھے۔ اسی لیے آپؑ کو "زین العابدین" اور
"سیّد السّاجدین" کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے جن کے معنی
ہیں عبادت کرنے والوں کی زینت اور تمام سجدہ کرنے والوں
کا سردار۔ آپؑ بلند اخلاق کے مالک تھے۔ رات کی
تاریکی میں غریبوں اور محتاجوں تک لباس و غذا پہنچایا
کرتے تھے۔ لوگوں کی غلطیوں کو معاف کر دیا کرتے تھے۔
غرض کہ حقوق اللہ اور حقوق الناس ادا کرنے میں اس زمانے
میں آپؑ سے بڑھ کر کوئی نہ تھا۔

۲۵ محرم ۹۵ھ میں ولید بن عبدالملک کے حکم
سے امام زین العابدین علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔
امام محمد باقر علیہ السلام نے آپؑ کو غسل و کفن دیا اور جنت البقیع
میں امام حسن علیہ السلام کے پہلو میں سپردِ لحد کیا۔



جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں حضرت امام حسنؑ، حضرت امام زین العابدینؑ، حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادقؑ کی قبور مبارک

پیارے بچّو! خوب دل لگا کر پڑھو۔ آج تم بچّے ہو لیکن کل بڑے ہو جاؤ گے۔ کوشش کرو کہ ایسا علم حاصل کرو جس سے سبھی کو فائدہ پہنچے۔

—— امام زین العابدین علیہ السّلام

—o—

سوالات

سوال ۱: امام حسین علیہ السّلام نے اپنے تمام بیٹوں کے نام "علی" اور تمام بیٹیوں کے نام "فاطمہ" کیوں رکھے تھے؟

سوال ۲: امام زین العابدین علیہ السّلام نے امام حسین علیہ السّلام کی قربانی کے مقصد کو کس طرح زندہ رکھا؟

سوال ۳: امام زین العابدین علیہ السّلام نے تبلیغ کس انداز سے کی اور کیوں؟

سوال ۴: ہمارے چوتھے امامؑ کو "زین العابدینؑ" اور "سیدالساجدین" کیوں کہا جاتا ہے؟

امام محمّد باقر علیہ السلام

امام محمّد باقر علیہ السلام ہمارے پانچویں امام ہیں۔ آپؑ کی ولادت یکم رجب ۵۷ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپؑ کے والد کا اسمِ گرامی حضرت علی ابن الحسین زین العابدین علیہ السلام تھا اور والدہ امام حسن علیہ السلام کی دُختر جناب فاطمہ تھیں۔ آپؑ واحد امام ہیں جن کے والد، دادا اور نانا سب ہی امام تھے۔

امام محمّد باقر علیہ السلام کی عمر کے ابتدائی تین سال آپؑ کے دادا امام حسین علیہ السلام کے زیرِ سایہ گزرے۔ ۶۱ھ میں امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے میدانِ کربلا میں اسلام کی خاطر قربانیاں دیں۔ اس وقت امام محمد باقر علیہ السلام میدانِ کربلا میں موجود تھے۔ آپؑ نے بھی اہلِ حرم کے ساتھ بھوک، پیاس اور قید کی مصیبتیں اُٹھائیں۔ امام حسین علیہ السلام کی

شہادت کے بعد آپؑ کی پرورش امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمائی۔ آپؑ نے وہ پورا زمانہ دیکھا جب آپؑ کے والد امام زین العابدین علیہ السلام واقعہ کربلا کی تشہیر اور دُعاؤں کے ذریعے دین کی تبلیغ فرما رہے تھے۔ ۹۵ھ میں امام زین العابدین علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپؑ کی امامت کا دَور شروع ہُوا۔

امام محمد باقر علیہ السلام کا دَور وہ تھا جب لوگ بنی اُمیّہ کے مظالم سے تنگ آ چکے تھے اور وہ کسی صُورت اس حکومت کا خاتمہ چاہتے تھے۔ بنو عباس اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر حکومت پر قابض ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ ایسے میں بنی اُمیّہ کے ظالم حکمرانوں کی توجہ امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف سے ہٹ گئی۔ آپؑ نے اس موقع کا بھرپور فائدہ اُٹھاتے ہوئے علُومِ اسلامی کو لوگوں تک پہنچانا شروع کیا جس کے لیے آپؑ نے مدینہ منوّرہ میں ایک مدرسہ بھی قائم کیا۔ آپؑ کے مدرسہ میں دُنیا کے ہر کونے سے لوگ

آنے لگے اور آپؑ کے علم سے فائدہ اٹھایا۔ آپؑ نے علم کو اتنا پھیلایا کہ لوگ آپؑ کو "باقر العلوم" کے لقب سے یاد کرتے ہیں جس کے معنیٰ ہیں "چھُپے ہوئے علم کو ظاہر کرنے والا"۔ آپؑ کے شاگردوں میں جابر بن یزید جعفی، ابُو حمزہ ثمالی، زرارہ ابنِ اعین اور محمد ابن مُسلم بہت زیادہ مشہُور ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمات میں ایک اہم خدمت اسلامی سکّہ کا رائج کرنا بھی ہے۔ آپؑ کے زمانے تک اسلامی مملکت میں رُومی سکّہ رائج تھا۔ رُومی حکومت اس سکہ پر رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نازیبا الفاظ لکھوانا چاہتی تھی۔ اس وقت حکومتِ شام بے بس ہوگئی۔ اس موقع پر ہمارے پانچویں امامؑ نے مشورہ دیا کہ ہمیں اپنے سکّے خود بنانا چاہیئے جس کی ایک سمت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسری سمت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا جائے۔ حکومت نے اس تجویز کو منظور کرلیا۔ اس

سکّہ کے بنانے کا طریقہ بھی امامؑ ہی نے بتایا۔ اس طرح پہلی مرتبہ اسلامی سکّہ رائج ہوا۔

امام محمد باقر علیہ السلام اپنے دور میں علم، عبادت اور اخلاق کا بہترین نمونہ تھے۔ آپؑ کھیتی باڑی کرتے اور بڑی محنت سے روزی کماتے تھے۔ آپؑ فرماتے تھے کہ " افضل ترین عبادت یہ ہے کہ خود کو حرام غذا سے بچائے اور اچھے اخلاق سے آراستہ کرے"۔ آپؑ کا اخلاق اس قدر اعلیٰ تھا کہ اس اخلاق کی وجہ سے ایک شامی جو آپؑ کی محفل میں شریک ہوتا تھا، اس کا کہنا تھا کہ " مجھے اس خاندان سے ہمدردی ہے نہ محبت لیکن ان (امامؑ) کے اخلاق نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں ان کے پاس بیٹھوں"۔ آپؑ کا تعلق اس خاندان سے تھا جہاں سے کوئی سائل خالی ہاتھ واپس نہ گیا۔ غریبوں میں مال تقسیم کرنا اور مسکینوں تک ان کا حق پہنچانا آپؑ کی سیرت تھی۔

امام محمد باقر علیہ السلام علوم دین کی ترویج میں مصروف تھے۔

حکومتِ وقت آپؑ کی کاوِش کو برداشت نہ کر سکی اور آپؑ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچانے لگی۔ ہشّام بن عبدالملک نے برسرِ اقتدار آتے ہی امامؑ کی اذیت میں اضافہ کر دیا۔ بالآخر ۱۱۴ھ میں اس نے نئے انداز سے آپؑ کو زہر دیا۔ ایک زین میں زہر جذب کرا کے امامؑ کی خدمت میں بھیج دیا تاکہ آپؑ اس زین پر سواری کریں اور یہ زہر امامؑ کے جسم میں داخل ہو جائے۔ ہشّام بن عبدالملک اپنی اس سازش میں کامیاب ہوا اور ۷/ ذی الحجہ کو آپؑ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے آپؑ کو غسل و کفن دیا، نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں امام زین العابدین علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا۔

> خدا کی قسم جب تک کوئی شخص اللہ سے نہ ڈرے اور اس کی اطاعت نہ کرے ہمارا شیعہ نہیں ہو سکتا۔
>
> —امام محمد باقر علیہ السلام

سوالات

سوال نمبر۱: امام محمّد باقر علیہ السّلام کو بچپن میں کن مصائب کا سامنا کرنا پڑا؟

سوال نمبر۲: علوم اسلامی کو امام محمّد باقر علیہ السّلام نے کس طرح پھیلایا؟

سوال نمبر۳: اسلامی سکّہ رائج کرنے میں امام محمّد باقر علیہ السّلام کی خدمات تحریر کریں۔

سوال نمبر۴: شامی، امام محمّد باقر علیہ السّلام کی محفل میں کیوں شریک ہوتا تھا؟

سوال نمبر۵: امام محمّد باقر علیہ السّلام نے شیعہ کی کیا پہچان بتائی ہے؟

امام جعفر صادق علیہ السلام

امام جعفر صادق علیہ السلام ہمارے چھٹے امام ہیں۔ آپؑ کی ولادت ۱۷ ربیع الاوّل ۸۳ھ کو مدینہ منوّرہ میں ہوئی۔ آپؑ کا لقب "صادق" تھا۔ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت بھی ۱۷ ربیع الاوّل کو ہوئی اور آپؐ کا لقب بھی "صادق" تھا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے والد ہمارے پانچویں امام حضرت محمّد باقر علیہ السلام تھے اور آپؑ کی والدہ ماجدہ کا اسمِ گرامی جناب امّ فروہ بنتِ قاسم تھا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کی عمر کے ابتدائی بارہ سال آپؑ کے دادا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے زیرِ سایہ گزرے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب امام زین العابدین علیہ السلام واقعہ کربلا کی تشہیر اور دُعاؤں کے ذریعے لوگوں کی ہدایت کر رہے تھے۔ امام زین العابدین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ہمارے

چھٹے امامؑ نے ۲۰ سال اپنے والد حضرت امام محمّد باقر علیہ السلام کی معیت میں گزارے۔ ۱۱۴ھ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپؑ کی امامت کا دَور شروع ہُوا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کا دَور وہ تھا جب حکومتِ بنی امیّہ ختم ہو رہی تھی اور بنی عباس حکومت پر قابض ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ امامؑ نے اس موقع کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور علومِ اسلامی کی ترویج کا جو کام حضرت امام محمّد باقر علیہ السلام کے زمانے میں شروع ہُوا تھا اسے تیزی سے آگے بڑھانا شروع کیا۔ آپؑ کے مدرسہ میں بیک وقت ہزاروں طلباء مختلف علوم حاصل کرتے تھے۔ آپؑ کے شاگردوں کی تعداد بیس ہزار تھی۔ جنھوں نے اسلام کی مقدّس تعلیمات سے دنیا کو روشناس کرایا۔ جابر بن حیّان آپؑ ہی کے شاگرد تھے جو آج بھی بابائے کیمیا کہے جاتے ہیں۔ موجودہ طب اور سائنس کی ترقی ان ہی کی کتابوں کی مرہونِ منّت ہے۔ آج ہم جس اسلامی فقہ پر عمل کرتے ہیں

وہ بیشتر امامؑ ہی کی بیان کردہ ہے۔ اسی لیے اسلامی فقہ کو فقۂ جعفریہ بھی کہا جاتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اخلاقِ حسنہ اور تعلیماتِ اسلامی کا مجسّم نمونہ تھے۔ آپؑ کی سیرت میں عفو و درگزر بہت ملتا ہے۔ قصور کو معاف کر دینا اور غصّہ نہ کرنا آپؑ کی امتیازی خصوصیت تھی۔ ایک دفعہ ایک کنیز امامؑ کے حُکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آپؑ کے بیٹے کو چھت پر لے جا رہی تھی۔ جیسے ہی کنیز کی نگاہ امامؑ پر پڑی ڈر کے مارے بچہ ہاتھ سے گر کر مر گیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کنیز کو بلایا اور فرمایا کہ "ڈرو نہیں میں نے تمہیں راہِ خدا میں آزاد کیا۔"

امام جعفر صادق علیہ السلام کا تعلق اس خاندان سے تھا جن کے آباؤ اجداد دن و رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ امامؑ کی بھی یہی سیرت تھی۔ آپؑ کو نماز

اس قدر پسند تھی کہ آخر وقت میں اہلِ خانہ کو جمع کر کے فرمایا " جو شخص نماز کو حقیر سمجھے گا وہ ہماری شفاعت سے محروم رہے گا۔"

امام جعفر صادق علیہ السلام کے شب و روز تبلیغِ دین اور عبادتِ خدا میں گزرتے تھے۔ اس کے باوجود آپؑ اپنا کام خود انجام دیتے تھے۔ ایک دن آپؑ کھیت میں کام کر رہے تھے۔ آپؑ کے ماننے والوں میں ایک شخص آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی " یا امام! اجازت دیجئے کہ آپؑ کا یہ کام میں کر دوں۔" آپؑ نے فرمایا " ہر شخص کو چاہیئے کہ دوسروں پر بھروسہ کرنے کے بجائے اپنا کام خود کرے۔"

بنو عباس کے حاکم منصور نے دیکھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا مدرسہ دُور دراز علاقوں تک پھیل چکا ہے۔ لہٰذا وہ آپؑ کی شہرت سے خائف ہونے لگا۔ اس نے مدینہ کے گورنر محمد بن سُلیمان کے ذریعے امامؑ کو زہر دلوایا۔

اس طرح آپؑ ۱۵؍شوال ۱۴۸ھ کو شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے آپؑ کو غسل و کفن دیا، نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیا۔

> تم، لوگوں کو اپنے عمل اور کردار کے ذریعے دعوتِ حق دو۔
>
> — امام جعفر صادق علیہ السلام

سوالات

سوال ۱: امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسلامی علوم کی ترویج کے سلسلے میں کیا خدمات انجام دیں؟

سوال ۲: اسلامی فقہ کو فقہ جعفریہ کیوں کہا جاتا ہے؟

سوال ۳: امام جعفر صادق علیہ السلام نے آخر وقت میں کیا نصیحت فرمائی ؟

سوال ۴: "دوسروں پر بھروسہ کرنے کے بجائے اپنا کام خود کریں"۔ یہ الفاظ امام جعفر صادق علیہ السلام نے کس موقع پر ارشاد فرمائے تھے ؟

حضرت عمار یاسرؓ

اسلام سے قبل عرب کے لوگ جہالت اور کفر کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے ۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کا دشمن تھا ۔ یہ لوگ معمولی بات پر برسوں لڑتے رہتے تھے ۔ غریبوں، یتیموں اور بے سہارا لوگوں پر ظلم ڈھایا جاتا تھا ۔ ان کی جہالت کا یہ عالم تھا کہ یہ لوگ ایک خدا کے بجائے بُتوں کی پرستش کرتے تھے ۔ ایسے حالات اور ماحول میں اللہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو توحید کا پیغام سُنایا تاکہ اخوّت ، مساوات اور عدل و انصاف کا معاشرہ قائم ہو سکے ۔

ابتداء میں اسلام کا پیغام محدُود لوگوں تک پہنچایا گیا ۔ جن لوگوں نے اسلام قبول کیا وہ ارقم کے گھر جمع ہوتے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ کا پیغام سُنتے تھے ۔ ان ابتدائی

اسلام لانے والوں میں حضرت عمار یاسرؓ بھی شامل تھے۔

جناب عمارؓ نے خود مسلمان ہونے کے بعد اپنے والدین کے سامنے بھی اسلام پیش کیا۔ چنانچہ حضرت عمارؓ کے والد جناب یاسر اور والدہ جناب سُمیّہ بھی مسلمان ہو گئیں۔ جناب یاسر ہجرت کر کے یمن سے مکہ آ گئے تھے اور قبیلہ بنی مخذوم کی پناہ میں تھے۔ جب بنی مخذوم کے افراد کو معلوم ہوا کہ جناب عمارؓ اور ان کے والدین اسلام قبول کر چکے ہیں تو وہ ان کے دشمن ہو گئے۔ انہوں نے ان کے آرام و سکون کو برباد کر دیا اور سخت تشدّد کیا۔ ان پر کوڑے برسائے گئے اور طرح طرح کی اذیّتیں پہنچائی گئیں۔ اس ظلم وستم کی وجہ سے یہ لوگ اکثر بے ہوش ہو جاتے تھے۔ اس کے باوجود ان لوگوں نے حق کی راہ نہ چھوڑی یہاں تک کہ جناب یاسر اور جناب سُمیّہ ابُوجہل کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اس طرح حضرت عمارؓ کے والدین کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اسلام کے پہلے

شہید کہلائے۔

حضرت عمار یاسرؓ نے اپنے والدین کے خلاف جب یہ ظلم دیکھا تو اپنی جان بچانے کی خاطر تقیہ کرنے پر مجبور ہو گئے اور اپنا عقیدۂ اسلام چھپایا۔ ظالموں سے رہائی پا کر آپؓ روتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس آئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ حضورؐ نے آپؓ کو تسلّی دی اور فرمایا کہ آئندہ بھی اگر ایسا وقت آئے تو تقیہ کر لینا۔

اللہ اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کی نگاہ میں مخلص صحابہؓ کا مرتبہ بے حد بلند ہے۔ جناب عمار یاسرؓ کا شمار بھی ایسے ہی صحابہؓ میں ہوتا ہے۔ حضرت عمار یاسرؓ نے دیگر مسلمانوں کی طرح مدینہ کی جانب ہجرت کی۔ پیغمبرِ اکرم ﷺ ہمیشہ ان کی قدر فرماتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا "بہشت تمہاری، سلمان، ابوذر، عمار اور مقداد کی مشتاق ہے"۔ ایک اور موقع پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "عمار حق پر ہوں گے اور ایک باغی گروہ

انہیں قتل کرے گا۔"

حضرت عمار یاسرؓ زندگی بھر ذرہ برابر بھی حق سے دُور نہیں ہوئے۔ آپؓ نے تمام غزوات میں مسلمانوں کے شانہ بشانہ کفار سے جنگ لڑی۔ حضرت عمار یاسرؓ ایک بہادر سپاہی تھے اور ہمیشہ آگے بڑھ کر دشمنانِ اسلام پر حملہ کرتے تھے جب کبھی سپاہیوں میں کمزوری نظر آنے لگتی تو آپؓ اِس انداز میں مُسلمانوں کو جوش دلاتے "اسلام کے مجاہدو! موت سے نہ ڈرو بلکہ جنت کی طرف دوڑو۔"

حضرت عمار یاسرؓ بے حد سادہ زندگی گزارتے تھے۔ حضرت سلمان فارسیؓ اور دیگر مخلص صحابہؓ کی طرح اپنا ساز و سامان خود اُٹھایا کرتے اور اپنے ہاتھوں سے اپنی روزی کماتے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام کے دَورِ خلافت میں جنگِ صفین کے موقع پر حضرت عمار یاسرؓ حضرت علیؑ کے لشکر میں شامل تھے۔ آپؓ نے سن رسیدہ ہونے کے باوجود بڑی بہادری سے جنگ کی اور اسی جنگ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

> **عمار یاسرؓ ایسے مومن تھے کہ اُن کی ہڈیوں کا مغز ایمان سے بھرا ہُوا تھا۔**
>
> حضرت علی علیہ السلام

سوالات

سوال ۱: اسلام سے قبل عرب کا ماحول کیسا تھا؟

سوال ۲: حضرت عمار یاسرؓ کے والدین کی شہادت کس طرح واقع ہوئی؟

سوال ۳: حضرت عمار یاسرؓ کی شان میں دو احادیث تحریر کریں۔

سوال ۴: حضرت عمار یاسرؓ کیسی زندگی گزارتے تھے؟

غزوۂ اُحد

رسُولِ خدا ﷺ کی ہجرتِ مدینہ کے بعد اسلام تیزی سے پھیلنے لگا۔ کفارِ مکہ اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت سے پریشان اور خوفزدہ تھے۔ چنانچہ ہجرت کے دوسرے ہی سال مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے کفار مکہ نے لشکر کشی کی جس کے نتیجے میں بدر کے میدان میں کافروں اور مسلمانوں کے درمیان پہلی بڑی جنگ ہوئی۔ مسلمان تعداد میں کم تھے مگر خدا کی مدد اور اپنے جذبۂ ایمان کی وجہ سے انھوں نے کافروں کے بڑے لشکر کو مار بھگایا۔

بدر کی شکست سے کفار کے دل میں مسلمانوں کے خلاف انتقام کی آگ بھڑک اٹھی۔ سردارِ مکہ نے مختلف قبائل کو مسلمانوں سے بدلہ لینے پر اکسایا اور بالآخر ہجرت کے تیسرے سال جنگی ساز و سامان سے لیس پانچ ہزار سپاہیوں کی ایک

بڑی اور طاقتور فوج تیار کی اور مدینہ کی جانب کوچ کیا۔ مسلمانوں کو جب اس لشکر کے آنے کی اطلاع ملی تو رسُولِ خدا ﷺ سات سو سپاہیوں کی فوج لے کر مقابلے کو نکلے۔ مسلمانوں کے خلاف کفار کی یہ دوسری بڑی جنگ "اُحد" نامی پہاڑی کے دامن میں لڑی گئی۔ تاریخِ اسلام میں یہ جنگ "غزوۂ اُحد" کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

کوہِ اُحد کے قریب ایک پہاڑی میں ایک درّہ تھا، جہاں سے کفار مسلمانوں پر اچانک حملہ کر سکتے تھے۔ رسُولِ خدا ﷺ نے اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پچاس تیر اندازوں کو اس درّہ پر مقرر کر دیا اور ہدایت کی کہ چاہے مسلمان فوج کو فتح ہو یا شکست وہ لوگ اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہٹیں۔

جنگ کے آغاز میں کفار کے چار سپاہی ایک کے بعد ایک حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں جہنم واصل ہوئے جس سے کفار کے دلوں پر خوف و ہراس طاری ہو گیا۔ اس کے بعد

مسلمانوں نے مل کر کفار پر زوردار حملہ کیا اور ان کے قدم اکھاڑ دیئے۔ دشمن کی فوج بھاگنے لگی اور رفتہ رفتہ میدان کفار سے خالی ہوگیا۔ جذبۂ فتح سے سرشار مسلمان میدان سے کفار کا چھوڑا ہوا مال سمیٹنے لگے۔

اپنے ساتھیوں کو مالِ غنیمت حاصل کرتے دیکھ کر درّہ پر موجود تیر انداز رسول ﷺ کی ہدایت بھول گئے اور چند سپاہیوں کے سوا باقی پورا دستہ مال کی لالچ میں میدانِ جنگ کی طرف دوڑا۔ چند مسلمانوں کی یہ غلطی پورے لشکر کے لیے خطرناک ثابت ہوئی۔ کفار کے ایک دستے نے موقع پاکر درہ پر موجود سپاہیوں کو شہید کردیا اور لشکرِ اسلام پر پشت سے حملہ کردیا۔ یہ دیکھ کر بھاگتے ہوئے کافر لوٹ آئے اور انھوں نے اسلامی فوج کا گھیراؤ کرلیا۔ اسی اثناء میں کسی کافر نے رسولِ خدا ﷺ کی شہادت کا جھوٹا اعلان کردیا۔ کافروں کے حملے اور اس جھوٹے اعلان سے مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ رسول ﷺ کو چھوڑ کر فرار ہوگئے۔ کفار نے رسولِ خدا ﷺ کو نرغے میں لے لیا اور چاہا کہ انہیں شہید کردیں۔ اس وقت حضرت علی علیہ السلام ہی کی ذات تھی جو رسول ﷺ کے ساتھ رہی اور آپؑ نے دشمنوں کے وار روکے اور انہیں مار بھگایا۔ بالآخر اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

اس جہاد میں حضرت علی علیہ السّلام کی نو تلواریں ٹوٹیں، جس کے بعد خدا نے آپؑ کو "ذوالفقار" عطا کی جو حضرت جبرئیلؑ لے کر نازل ہوئے۔ آپؑ کی تلوار کے جوہر دیکھ کر کسی کافر کو رسولِ خدا ﷺ کے نزدیک آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے دور ہی سے رسول ﷺ پر پتھر پھینکنے شروع کیئے۔

چند تیراندازوں کی مالِ دنیا کی لالچ اور اسلامی فوج کے فرار سے، مسلمانوں کو اس جنگ میں کافی نقصان اٹھانا پڑا۔

اس جنگ میں رسُولِ خدا ﷺ کے بہادر چچا حضرت حمزہؓ بھی لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔ آپؓ کی شہادت پر رسُول اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ حضور ﷺ نے آپؓ کو "سیّدالشہداء" کا لقب عطا کیا۔

> لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار
>
> ترجمہ: علی جیسا کوئی جواں مرد نہیں اور ذوالفقار جیسی کوئی تلوار نہیں۔

سوالات

سوال ۱: جنگِ اُحد کیوں لڑی گئی؟

سوال ۲: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے درّہ پر تیر اندازوں کو کیوں مقرر کیا تھا؟

سوال ۳: ابتداء میں کامیابی کے بعد اسلامی فوج کو کیوں نقصان اُٹھانا پڑا؟

سوال ۴: جنگِ اُحد میں حضرت علی علیہ السّلام نے بہادری کے کیا جوہر دکھلائے؟

والدین کا احترام

خداوند تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ اس نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت انبیاءؑ و آئمہؑ کا وجود ہے جنہوں نے ہم تک خدا کا پیغام پہنچایا تاکہ ہم گمراہی سے محفوظ رہ سکیں۔ ان پاک ہستیوں کے بعد انسان کے لیے سب سے بڑی نعمت اس کے والدین ہیں۔

والدین وہ مہربان ہستیاں ہیں جو بڑی محنت سے اپنی اولاد کی جسمانی و رُوحانی تربیت کرتے ہیں۔ خدا نے ان کے دلوں میں اولاد کی محبّت کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے۔ وہ خود زحمتیں اٹھاتے ہیں مگر اپنی اولاد کو ہر طرح کا آرام پہنچاتے ہیں۔ خود بھوکے رہتے ہیں مگر اپنی اولاد کو کھانا مہیّا کرتے ہیں۔ اپنے لباس کے مقابلے میں اپنی اولاد کو اچھے سے اچھا لباس مہیّا

کرتے ہیں۔ بچّے کے آرام کی خاطر اپنی نیندیں قربان کرتے ہیں۔ والدین اولاد کی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم و تربیت کا بھی اہتمام کرتے ہیں تاکہ وہ ایک اچھا مسلمان بن سکے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ کبھی احسان بھی نہیں جتاتے۔

اسلام نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے دیا جائے۔ والدین کی بے لوث محبّت کے جواب میں اولاد کا بھی یہ فرض ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کا سلوک کرے۔ خدا نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا

اور والدین کے ساتھ احسان کرو۔

جب کسی شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ والدین کے ساتھ احسان کا مطلب کیا ہے تو آپؑ نے فرمایا " احسان یہ ہے کہ ان سے ملنے جلنے اور ہم نشینی کے موقع پر تم ان کے بارے میں اچھی اور پسندیدہ روش

اختیار کرو اور ایسی صورت پیدا نہ ہونے دو کہ اپنی ضرورت کے وقت وہ تم سے کچھ مانگنے پر مجبُور ہو جائیں (بلکہ اُن کے مانگنے سے پہلے ہی ان کی ضرورت پوری کرو) اگر ماں باپ تمہیں رنجیدہ کریں تو تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم ان کی دل شکنی کرو بلکہ تمہیں چاہیئے کہ ان کے لیے دُعائے خیر کرو اور ان پر محبت کے علاوہ نگاہ نہ ڈالو۔ ان کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو اور راستے میں ان کے آگے نہ چلو۔"

جو شخص اپنے والدین سے نیک سلوک کرتا ہے اور ان کے حقوق ادا کرتا ہے، خدا کے نزدیک اس کا رُتبہ بہت بلند ہے۔ ہمارے آخری رسُول حضرت محمّد مصطفٰے ﷺ کا ارشاد ہے:

" والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا جنت میں پیغمبروں سے صرف ایک درجے کے فرق پر ہوگا۔"

جو شخص اپنے والدین کے حقوق ادا نہ کرے اور انہیں

ناراض کرے خدا، رسُول ﷺ اور امامؑ بھی اس شخص سے ناراض ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے

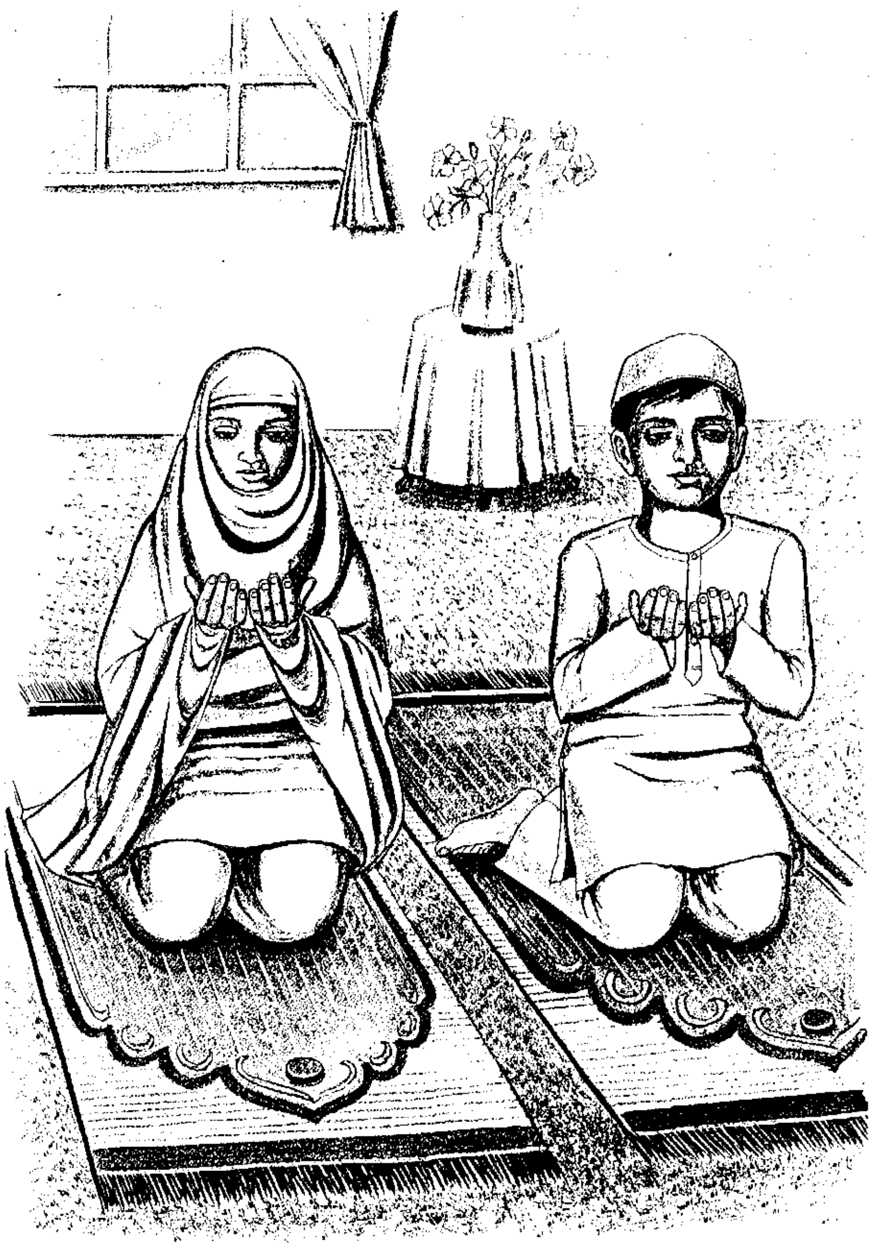
"جس کسی نے اپنے والدین کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی اور وہ شخص ملعُون ہے۔"

ایک اور جگہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

" جس شخص کے والدین اس سے ناراض ہوں وہ جنّت کی خوشبو بھی نہیں سُونگھ سکے گا۔"

ہم اللہ تعالیٰ کے شکرگزار ہیں کہ اس نے ہمیں والدین جیسی نعمت عطا کی۔ ہمیں چاہیئے کہ دل سے والدین کی خدمت کریں۔ انہیں ہر وقت خوش رکھیں۔ کبھی ان کی نافرمانی نہ کریں اور ان کے حق میں یہ دُعا کرتے رہیں جو قرآن میں بیان کی گئی ہے:

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا



رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا

"اے رب ان پر اسی طرح رحم کر جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم کیا تھا"

" اے رب ان پر اسی طرح رحم کر جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم کیا تھا"

والدین کی طرف محبّت سے نگاہ ڈالنا بھی عبادت ہے۔

—امام جعفر صادق علیہ السّلام

سوالات

سوال ۱: والدین اپنی اولاد کے لیے کیا زحمتیں اُٹھاتے ہیں؟

سوال ۲: امام جعفر صادق علیہ السّلام کی حدیث کی روشنی میں بتائیے کہ ہمیں والدین سے کیسا سلوک کرنا چاہیئے؟

سوال ۳: جس شخص کے والدین ناراض ہوں اس کا کیا انجام ہوگا؟

دوسروں کی مدد

اسلام محبت اور بھائی چارے کا دین ہے۔ اس نے جہاں انسانوں کو حقوق اللہ مثلاً نماز، روزہ، حج وغیرہ کا حکم دیا ہے وہاں حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق ادا کرنے کی بھی بڑی تاکید کی ہے۔ والدین کی اطاعت، استاد کا احترام، رشتے داروں سے حُسنِ سلوک، پڑوسیوں کا خیال، بزرگوں کا احترام، بچّوں سے شفقت، حاجت مندوں کی مدد اور بیماروں کی عیادت یہ تمام اُمور حقوق العباد میں شامل ہیں۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو ایک دوسرے سے محبّت کرنے اور عزّت سے پیش آنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر کسی مسلمان کو مدد یا رہنمائی کی ضرورت ہو تو ہمارا فرض ہے کہ اس کی مدد کریں۔ امام علی رضا علیہ السّلام کا ارشاد ہے:

"ہم سب ایک اللہ کے بندے ہیں اور اس کی مخلوق ہیں۔ لہٰذا

ہمیں بھائی بھائی بن کر رہنا چاہیئے اور ایک دوسرے کی مدد کرنا چاہیئے۔"

دوسروں کی مدد کرنے سے آپس میں محبّت اور بھائی چارے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ دلوں سے نفرتیں دُور ہو جاتی ہیں جس سے معاشرے میں امن و امان قائم رہتا ہے اور مسلمان خوشحال زندگی بسر کرتے ہیں۔

اسلام نے ایک دوسرے کی مدد کرنے والوں کی بے حد تعریف کی ہے اور انہیں دنیا و آخرت کے فوائد کی خوشخبری دی ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے:

"جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرے خداوند تعالیٰ اس سے فرماتا ہے کہ تیرے اس فعل کا اجر میرے ذمّہ ہے اور میں تیرے لیے جنّت کے علاوہ کوئی اجر کافی نہیں سمجھتا۔"

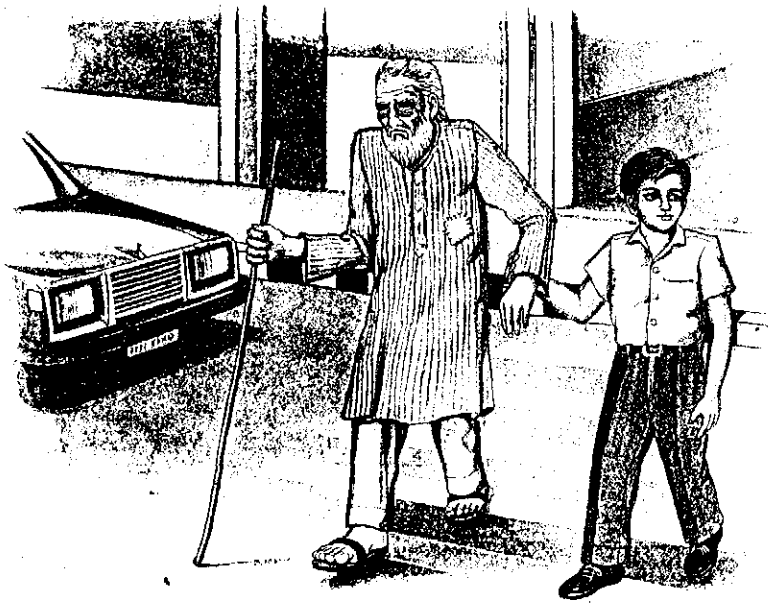
امام علی علیہ السّلام کا ارشاد ہے:

"اللہ کی راہ میں دینی بھائیوں سے ہمدردی کرنا اور ان

کی مدد کرنا انسان کی روزی میں اضافے کا سبب ہے۔"

جو شخص دوسروں کی مدد کرتا ہے خدا اسے ایک طرح کی رُوحانی خوشی عطا کرتا ہے مثلاً اگر آپ کبھی کسی نابینا کو سڑک پار کرائیں یا اپنے دوست کی پڑھائی میں اس کی مدد کریں تو آپ اپنے دل میں یہ سچّی خوشی محسوس کریں گے۔

چہاردہ معصومینؑ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی زندگی دوسروں کی مدد میں گزاری۔ کوئی سائل ان کے گھر سے کبھی خالی ہاتھ واپس نہ گیا۔ ان پاک ہستیوں نے راتوں کے اندھیرے میں غریبوں اور مسکینوں کو کھانے پینے کا سامان پہنچایا۔ حج کے زمانے میں حاجیوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ معصومینؑ کی مدد صرف دنیاوی کاموں تک محدود نہ تھی بلکہ انہوں نے اس سے بڑھ کر بھی ہماری مدد کی یعنی گناہوں سے بچنے اور پاکیزہ زندگی گزارنے کے لیے ہم تک اللہ کا پیغام پہنچایا تاکہ ہم دنیا و آخرت





میں فلاح پاسکیں۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی سیرتِ معصومینؑ کی پیروی کرتے ہوئے خود کو دوسروں کی مدد کے لیے تیار رکھیں۔

> جو صدقہ مومن کرتا ہے اس میں اللہ کو سب سے زیادہ پسند وہ نصیحت ہے جو وہ مختلف انسانوں کو کرے اور یہ عمل ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔
>
> حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوالات

سوال ۱: حقوق العباد کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے؟ مثالوں سے واضح کریں۔

سوال ۲: دوسروں کی مدد کرنے کے بارے میں امام علی رضا علیہ السلام کا کیا ارشاد ہے؟

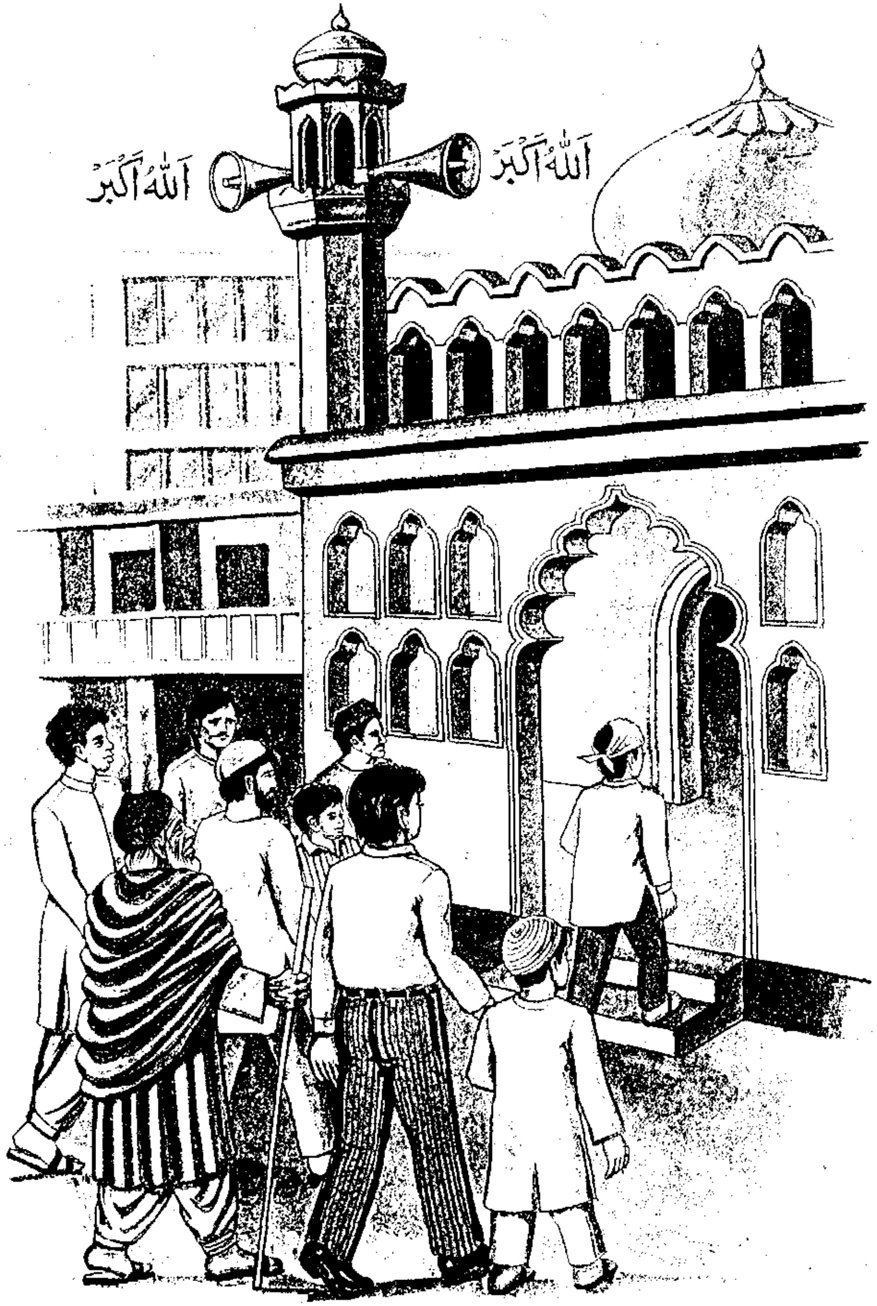
سوال ۳: چہاردہ معصومینؑ دوسروں کی مدد کس طرح فرماتے تھے؟

نماز کی اہمیت

صفین کا میدان تھا، گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی۔ لشکرِ اسلامی کے سپاہی دشمنوں پر بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہے تھے۔ ایسے میں سردارِ لشکر نے آسمان کی جانب نگاہ کی، تلوار کو نیام میں رکھا، گھوڑے سے نیچے تشریف لائے اور نمازِ ظہر کے لیے مصلیٰ بچھا دیا۔ کسی شخص نے بڑھ کر سوال کیا "یا علی! گھمسان کی اس جنگ میں نماز!" سردارِ لشکر حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں فرمایا "اسی نماز کی خاطر تو ہم جنگ کر رہے ہیں"۔

عزیز طالب علمو! آپ نے دیکھا کہ نماز اتنی اہم عبادت ہے کہ اسے کسی بھی حالت میں ترک نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر ارشاد ہوا:

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ



"نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔"

ہمارے آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے نماز کی اہمیت کو اس طرح اُجاگر کیا ہے کہ

"نماز دین کا ستون ہے۔"

جس طرح ایک عمارت بغیر ستون کے قائم نہیں رہ سکتی اسی طرح بغیر نماز کے انسان کا دین باقی نہیں رہ سکتا ہے۔

قرآن مجید اور احادیث معصومینؑ میں نماز کے بے شمار فوائد بتائے گئے ہیں۔ سورۃ عنکبوت میں ارشاد ہوا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ

"بے شک نماز بے حیائی اور بُرائیوں سے روکتی ہے۔"

حضور اکرم ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ کرامؓ سے فرمایا:

"کسی شخص کے گھر کے آگے نہر بہتی ہو اور وہ دن

میں پانچ مرتبہ اس میں غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر میل باقی رہے گا؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کی "جی نہیں"

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "اسی طرح اگر کوئی شخص دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرے تو اس کا کوئی گناہ باقی نہ رہے گا"

ایک اور جگہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص کی نماز قبول کر لی گئی اس کے باقی تمام اعمال بھی قبول کر لیے جائیں گے اور جس شخص کی نماز رد کر دی گئی اس کے باقی تمام اعمال بھی رد کر دیئے جائیں گے"

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جو شخص نماز پڑھتا ہو لیکن اس کی نماز بارگاہِ الٰہی میں قبول نہ ہو تو اس کا کوئی عمل قابلِ قبول نہ ہوگا۔ لہٰذا ایسے شخص کو عذابِ الٰہی سے ڈرنا چاہیئے جو نماز ہی نہ پڑھتا ہو۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"عام گنہگار کو قبر میں ایک مرتبہ فشار ہوگا لیکن

بے نمازی کو بار بار فشارِ قبر کا عذاب دیا جائے گا"

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا:

"بے نمازی کو خدا جہنم کی اس وادی میں ڈالے گا جس میں آگ کا بنا ہوا گھر ہوگا۔ اس گھر میں آگ کا کنواں ہوگا۔ اس کنویں میں آگ کا صندوق ہوگا۔ اس صندوق میں ایک سانپ ہوگا جس کے ایک ہزار زہریلے دانت ہوں گے اور وہ بے نمازی اور شرابی کو کاٹے گا"

ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول ﷺ اور آلِ رسول علیہم السلام روزِ قیامت ہم مومنین کی شفاعت کریں گے لیکن نماز کو معمولی سمجھنے والا اتنا بڑا گنہگار ہے کہ ہمارے چھٹے امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو آخری وقت میں وصیت کی "جو شخص نماز کو سبک سمجھے گا وہ ہماری شفاعت سے محروم رہے گا"

آئیے ہم عہد کریں کہ اپنی نماز کو کبھی قضا نہیں کریں گے

تاکہ روزِ قیامت ہماری شفاعت ہو سکے۔

> روزِ قیامت سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں کیا جائے گا۔
>
> امام محمد باقر علیہ السلام

سوالات

سوال ۱: جنگِ صفین میں حضرت علی علیہ السلام نے نماز کی اہمیت کس طرح واضح کی؟

سوال ۲: قرآن وحدیث کی روشنی میں نماز کے فوائد تحریر کریں۔

سوال ۳: نماز کو معمولی سمجھنے والے کا انجام کیا ہوگا؟

اِسلام اور پَردہ

دنیا میں بیشتر بُرائیوں کی وجہ بے حیائی ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اے مفضل! وہ ایک صفت جس کی وجہ سے پروردگارِ عالم نے انسان کو تمام حیوانات سے ممتاز و ممیز بنایا ہے، حیا ہے۔ حیا نہ ہوتی تو بہت سے لوگ حقِ والدین، صلۂ رحم، ادائے امانت اور عفت کا لحاظ بھی نہ کرتے۔"

انسان اگر صحیح معنوں میں شریعتِ اسلام کے احکامات پر عمل کرے تو دنیا سے تمام بُرائیاں ختم ہو جائیں گی۔ چونکہ عورت کی بے پردگی سے بے حیائی پھیلتی ہے اس لئے اللہ، رسولؐ اور آلِ رسولؐ نے عورت کو نامحرم مردوں سے

سوال ۲: جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے کس چیز کو عورت کا بہترین زیور قرار دیا ہے ؟

سوال ۳: ایک مرد اور ایک عورت کے لئے کون سے رشتہ دار نامحرم ہیں ؟

کھانے پینے کے آداب

اسلام نے ہماری بھلائی کے لیے ہر معاملے میں رہنمائی کی ہے۔ اسلام کے اعلیٰ اصولوں میں کھانے پینے کے آداب بھی شامل ہیں ۔ہم ان آداب کی پابندی کریں گے تو خدا ہم سے خوش ہوگا اور رزق میں برکت عطا فرمائے گا۔ اس کے علاوہ ان آداب کی پابندی سے خدا ہمیں صحت بھی عطا فرمائے گا اور بیماریوں سے محفوظ رکھے گا۔

کھانے کے آداب:

۱: کھانا کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے اور انہیں خشک نہ کرے۔

۲: کھانا کھانے کے بعد دونوں ہاتھ دھوئے اور انہیں خشک کرے۔

۳: کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھے اور کھانا کھا چکنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔

۴: کھانا شروع کرتے وقت اور کھا چکنے کے بعد نمک چکھے۔

۵: کھانا دائیں ہاتھ سے کھائے۔

۶: چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر کھائے۔

۷: کھانا اچھی طرح چبا کر کھائے۔

۸: کھانا کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹے۔

۹: کھانا کھانے کے بعد دانتوں میں خلال کرے۔

۱۰: پھل کھانے سے پہلے انہیں پانی سے دھوئے۔

۱۱: دن اور رات کی ابتداء میں کھانا کھائے اور دن کے درمیان میں اور رات کے درمیان میں نہ کھائے۔

۱۲: پیٹ بھرے پر کھانا نہ کھائے۔

۱۳: بہت زیادہ کھانا نہ کھائے۔

۱۴: جو چیز کھا پی رہا ہو اسے پھونک نہ مارے۔

۱۵: پھل پورا کھانے سے پہلے نہ پھینکے۔

پانی پینے کے آداب:

۱: پانی پینے سے پہلے بسم اللہ اور پینے کے بعد الحمد للہ پڑھے۔

۲: پانی چوسنے کی طرز پر پیئے۔

۳: پانی تین سانس میں پیئے۔

۴: پانی خواہش کے مطابق پیئے۔

۵: دن میں پانی کھڑے ہو کر پیئے اور رات کو بیٹھ کر پیئے۔

۶: مرغن کھانا کھانے کے بعد پانی نہ پیئے۔

۷: ٹوٹی ہوئی جگہ سے اور اس جگہ جہاں دستہ ہو پانی نہ پیئے۔

۸: پانی پینے کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہلِ بیتؑ کو یاد کرے اور ان کے قاتلوں پر لعنت

بھیجے۔

کھانے اور پینے کے متعلق معصومینؑ کی احادیث:

۱: حضرت علی علیہ السلام اور دیگر آئمہ طاہرینؑ سے منقول ہے
"جو شخص یہ چاہے کہ اس کے گھر میں زیادہ برکت ہو تو کھانے سے پہلے ہاتھ ضرور دھولے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونا غربت کو دور کرتا ہے اور بدن کے بہت سے درد کو دور کرتا ہے۔"

۲: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "اگر کھانے والا بسم اللہ کہے تو فرشتے کہتے ہیں خدا تم پر رحمت نازل کرے اور تمہارے کھانے میں برکت دے۔ اسی طرح اگر کھانے کے بعد الحمد للہ کہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ شخص شاکرین میں داخل ہے کہ خدا نے اس کو نعمت دی اور اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔"

۳: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

"یا علی کھانے سے پہلے نمک چکھا کرو کہ جو شخص کھانے کے اول اور آخر نمک چکھے گا خدا تعالیٰ اس سے ستّر قسم کی بلائیں (بیماریاں وغیرہ) دور کرے گا۔"

۴: ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر پیٹ کے درد اور معدے کے بگڑنے کی شکایت کی۔ امامؑ نے ارشاد فرمایا "صبح و شام کھانا کھایا کرو اور دن بھر کچھ نہ کھاؤ۔"

۵: امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے "پانی پینے کے آداب یہ ہیں کہ ابتداء میں بسم اللہ اور اختتام پر الحمد للہ کہے۔ پانی پینے کے برتن میں دستہ کی طرف سے اور اگر برتن کہیں سے ٹوٹا ہو یا سوراخ ہو تو اس طرف سے نہ پینا چاہیئے کیونکہ دونوں جگہیں شیطان (جراثیم وغیرہ) سے متعلق ہیں۔

سوالات

سوال ۱: کھانے پینے کے آداب پر عمل کرنے سے ہمیں کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں ؟

سوال ۲: کھانا کھانے کے آداب سے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو احادیث تحریر کریں۔

سوال ۳: امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث کی روشنی میں بتائیے کہ برتن کے دستے والی جگہ اور ٹوٹی ہوئی جگہ سے پانی پینے سے کیا نقصان ہوتا ہے ؟

سوال ۴: کھانے اور پینے کے آداب زبانی یاد کر کے اپنے اُستاد کو سنائیے۔

احکام نجاست وطہارت

نجاست ثابت ہونے کا طریقہ

کسی چیز کی نجاست تین طریقوں سے ثابت ہوتی ہے۔

(الف) انسان کو یقین ہو جائے کہ فلاں چیز نجس ہے۔

(ب) جس شخص کے اختیار میں کوئی چیز ہو وہ اس کے بارے میں کہے کہ نجس ہے مثلاً والدہ کہیں کہ برتن یا کوئی دُوسری چیز جو ان کے اختیار میں ہے نجس ہے۔

(ج) دو عادل مرد کہیں کہ فلاں چیز نجس ہے (بعض مجتہدین کے نزدیک ایک عادل مرد بلکہ ایک

قابلِ اعتماد شخص کے کہنے سے بھی نجاست ثابت ہو جاتی ہے)۔

پاک چیز کیسے نجس ہوتی ہے

ایک پاک چیز اگر کسی نجس چیز سے لگ جائے اور وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک اس طرح تَر ہو کہ ایک کی تری دُوسری چیز تک منتقل ہو جائے تو وہ پاک چیز نجس ہو جائے گی۔ اگر دونوں چیزیں خشک ہوں یا تری اتنی نہ ہو کہ دُوسری چیز تک منتقل ہو سکے تو پاک چیز نجس نہیں ہو گی۔

نجس چیز کو پاک کرنے کا طریقہ

۱۔ جسم کے کسی حصّے پر پیشاب لگ جائے تو اس کو پاک کرنے کے لئے تین مرتبہ پانی سے دھونا چاہیئے،

پہلی مرتبہ اس طرح دھوئیں کہ پیشاب کے ذرّات ہٹ جائیں۔ اس کے بعد اس مقام کو پانی سے مزید دو مرتبہ دھونے سے وہ جگہ پاک ہو جائے گی۔

۲۔ جسم کے کسی حصّے پر پیشاب کے علاوہ کوئی اور نجاست مثلاً خون لگ جائے تو اس کو پاک کرنے کے لئے دو مرتبہ پانی سے دھونا چاہیئے، پہلی مرتبہ اس طرح دھوئیں کہ نجاست کے ذرّات ہٹ جائیں۔ اس کے بعد اس مقام کو پانی سے مزید ایک مرتبہ دھونے سے وہ جگہ پاک ہو جائے گی۔

۳۔ پیشاب لگ جانے کی وجہ سے اگر کپڑا نجس ہو جائے تو اس کو پاک کرنے کے لئے تین مرتبہ پانی سے دھونا چاہیئے، پہلی مرتبہ اس طرح دھوئیں کہ پیشاب کے ذرّات ہٹ جائیں۔ اس کے

بعد کپڑے کو مزید دو دفعہ دھویا جائے اور ہر دفعہ دھونے کے بعد کپڑے کو نچوڑا بھی جائے۔

۴۔ پیشاب کے علاوہ کوئی اور نجاست مثلاً خون لگ جانے کی وجہ سے اگر کپڑا نجس ہو جائے تو اس کو پاک کرنے کے لئے دو مرتبہ پانی سے دھونا چاہیئے، پہلی مرتبہ اس طرح دھوئیں کہ نجاست کے ذرّات ہٹ جائیں۔ اس کے بعد کپڑے کو ایک دفعہ مزید دھویا جائے اور نچوڑا بھی جائے۔

سوالات

سوال ۱: نجاست ثابت ہونے کے طریقے بیان کریں۔

سوال ۲: پاک چیز نجس کیسے ہوتی ہے؟ مثال دے کر واضح کریں۔

سوال ۳: آپ کی قمیض اگر نجس ہو جائے تو اسے کیسے پاک کریں گے؟

غُسل کا طریقہ

اسلام میں چند غسل واجب ہیں مثلاً غسل مسِ میت اور چند غسل مستحب ہیں مثلاً غسل جُمعہ۔ غسل چاہے واجب ہو یا مستحب، اس کا طریقہ ایک ہی ہے جو درج ذیل ہے۔

١۔ غسل کی نیت کی جائے یعنی دل میں یہ خیال ہو کہ غسل اللہ کے حکم کی بجا آوری کے لئے کر رہا ہوں/ کر رہی ہوں۔

٢۔ پہلے سر اور گردن دھوئیں۔

٣۔ اس کے بعد جسم کے دائیں حصّے کو پیر کی اُنگلیوں کے سروں تک دھوئیں۔

٤۔ آخر میں جسم کے بائیں حصّے کو پیر کی اُنگلیوں کے

سروں تک دھوئیں۔

مسائلِ غسل

مسئلہ ١:

غسل کرتے وقت جس حصّے کو دھویا جائے اس کے تمام اعضاء تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔

مسئلہ ٢:

یہ یقین حاصل کرنے کے لئے کہ جسم کے تینوں حصّے مکمل دُھل گئے ہیں، چاہیئے کہ جس حصّے کو دھوئیں اس کے ساتھ کچھ مقدار ساتھ والے حصّے کی بھی دھولیں۔

مسئلہ ٣:

جسم کے حصّوں کو دھوتے وقت یہ ضروری نہیں کہ ان کے اعضاء کو اُوپر سے نیچے کی جانب دھویا

جائے بلکہ ان کو نیچے سے اُوپر کی جانب بھی دھویا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۴:

غسل کرتے وقت جسم کے کسی حصّے پر کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیئے جو پانی پہنچنے میں رُکاوٹ ہو مثلاً نیل پالش۔

———o———

سوالات

سوال ۱: غسل کی نیت سے کیا مراد ہے ؟

سوال ۲: غسل کا طریقہ بیان کیجئے۔

سوال ۳: تین واجب اور تین مستحب غسلوں کے نام لکھیئے۔

مقدماتِ نماز

نماز پڑھنے سے پہلے جن شرائط کا خیال رکھنا ضروری ہے ان کو مقدماتِ نماز کہتے ہیں۔

مقدماتِ نماز یہ ہیں:

۱: طہارت

طہارت کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) طہارتِ ظاہری یعنی نمازی کا بدن اور لباس پاک ہو۔

(ب) طہارتِ باطنی یعنی وضو غسل یا تیمم میں سے جو واجب ہے اسے انجام دیا گیا ہو۔

۲: وقت

جو نماز ادا کی جائے اس کا وقت داخل ہو چکا ہو۔

مثلاً نمازِ فجر صبح صادق داخل ہونے کے بعد پڑھی جائے۔

۳: لباس

نماز کی حالت میں مرد کو چاہیئے کہ اپنی شرمگاہوں کو ڈھانپے خواہ اسے کوئی بھی نہ دیکھ رہا ہو۔ بہتر ہے کہ ناف سے گھٹنوں تک کا حصّہ بھی ڈھانپے۔

نماز کی حالت میں عورت کو چاہیئے کہ اپنا تمام بدن حتیٰ کہ سر اور بال بھی ڈھانپے خواہ اسے کوئی بھی نہ دیکھ رہا ہو۔ البتہ چہرہ، کلائیوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں کا حصّہ ڈھانپنا ضروری نہیں ہے۔

نماز پڑھنے والے کے لباس کی شرائط یہ ہیں۔

(الف) پاک ہو۔

(ب) مباح ہو (یعنی غصبی نہ ہو)۔

(ج) مُردار کے اجزائے سے نہ بنا ہو۔

(د) حرام گوشت حیوان سے نہ بنا ہو۔

(ح) اگر نماز پڑھنے والا مرد ہو تو اس کا لباس خالص ریشم کا نہ ہو۔ اسی طرح لباس خالص سونے کا بھی نہ ہو مثلاً سونے کا لباس، سونے کی انگوٹھی، سونے کی زنجیر وغیرہ پہن کر نماز پڑھی جائے تو نماز باطل ہے۔ (نماز کے علاوہ عام حالت میں بھی مرد کے لیے خالص ریشم اور خالص سونے کی چیز پہننا حرام ہے)

۴: نماز کی جگہ

جس جگہ نماز پڑھی جائے وہ جگہ مباح ہو، ساکن ہو اور جس چیز پر سجدہ کیا جائے وہ پاک ہو۔

۵: قبلہ

نماز پڑھتے وقت انسان کا منہ، سینہ اور پیٹ خانہ کعبہ

کی طرف ہو۔

سوالات

سوال ۱: مقدماتِ نماز کی فہرست تحریر کریں۔

سوال ۲: حالتِ نماز میں مرد اور عورت کے لیے اپنے جسم کا کتنا حصہ ڈھانپنا ضروری ہے؟

سوال ۳: نماز پڑھنے والے کے لباس کی شرائط بیان کریں۔

واجباتِ نماز

نماز میں جن افعال کا ادا کرنا ضروری ہے انہیں واجباتِ نماز کہتے ہیں۔ ان کی تعداد گیارہ ہے۔ ان واجبات میں بعض رکن ہیں اور بعض غیر رکن ہیں۔

واجباتِ رُکنی:

یہ وہ واجبات ہیں جنہیں انسان نماز میں کم یا زیادہ کر دے چاہے ایسا کرنا غلطی سے ہو یا جان بوجھ کر تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (بعض مجتہدین نے اس کی تعریف مختلف کی ہے۔ اس کی تفصیل فقہ کی بڑی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے)

واجباتِ رُکنی پانچ ہیں۔

۱: نیت

۲: تکبیرۃ الاحرام اور اس کا قیام یعنی ہر نماز کے شروع میں

حالتِ قیام میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔

۳: قیام متصل بر کوع یعنی حالتِ قیام سے رکوع میں جانا۔

۴: رکوع۔

۵: ہر رکعت کے دو سجدے۔

واجباتِ غیر رُکنی:

یہ وہ واجبات ہیں جنہیں انسان نماز میں جان بوجھ کر کم یا زیادہ کر دے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ لیکن کمی یا زیادتی غلطی سے ہو جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

واجباتِ غیر رُکنی چھ ہیں۔

۱: قرأت اور اس کا قیام۔

۲: ذکرِ رکوع و ذکرِ سجود۔

۳: تشہد

۴: سلام

۵: ترتیب یعنی طریقۂ نماز کے مطابق ترتیب سے نماز پڑھنا۔

۶: موالات یعنی اجزاء نماز کا پے در پے بجا لانا۔

مسئلہ نمبر ۱:

اگر نمازی کو کسی رکعت میں دوسرے سجدے سے پہلے کسی وقت یاد آجائے کہ وہ اس رکعت کا رکوع ادا کرنا بھول گیا ہے تو اسے چاہیئے کہ پہلے کھڑا ہو جائے اور پھر رکوع میں جائے۔ جھکے ہوئے ہونے کی حالت سے رکوع میں آجائے تو نماز باطل ہے۔

مسئلہ نمبر ۲:

عام مستحب نمازوں میں سُورۃ الحمد کے بعد دوسرا سورہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر ۳:

نمازی کو چاہیئے کہ ذکرِ رکوع کے بعد کھڑا ہو اور اس کے

بعد سجدے میں جائے ۔ یہ قیام واجبِ غیر رُکنی ہے۔

مسئلہ ۴:

کسی رکعت میں بھولے سے ایک سجدے کی کمی یا زیادتی سے نماز باطل نہیں ہوتی کیونکہ ایک سجدہ واجبِ غیر رُکنی ہے۔

مسئلہ ۵:

نمازی کو ہر رکعت کے دو سجدوں کے درمیان اور دوسرے سجدے کے بعد کھڑے ہونے سے پہلے کچھ دیر بیٹھنا چاہیئے۔

سوالات

سوال ۱: واجباتِ رکنی اور واجباتِ غیر رکنی میں کیا فرق ہے؟

سوال ۲: سجدے میں جاتے ہوئے اگر کسی شخص کو یاد آجائے کہ اس نے رکوع نہیں کیا ہے تو اسے کیا کرنا چاہیئے؟

نمازِ آیات

نماز آیات چار مواقع پر واجب ہوتی ہے

۱- سُورج گرہن

۲- چاند گرہن

۳- زلزلہ

۴- ہر وہ قدرتی آفت جس سے اکثر لوگ ڈر جائیں، جیسے بادلوں کی گرج، بجلی کی چمک، سُرخ اور سیاہ آندھی اور انہی جیسی دیگر آسمانی نشانیاں۔ اسی طرح زمین کے حادثات مثلاً سمندر کے پانی کا اُتر جانا، پہاڑوں کا گِرنا وغیرہ جس سے اکثر لوگ خوف زدہ ہو جائیں (البتہ بعض مجتہدین کے نزدیک چوتھے موقع پر نماز آیات واجب نہیں ہوتی)۔

نمازِ آیات کا طریقہ

نمازِ آیات کی دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں، اس طرح کُل دس رکوع ہوتے ہیں۔ اس نماز کے پڑھنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے نیت کریں اور تکبیرۃ الاحرام کہیں، اس کے بعد سُورۃ الحمد اور کوئی دُوسری سُورہ پڑھیں اور رکوع میں جائیں۔ ذکرِ رکوع پڑھنے کے بعد پھر سیدھا کھڑے ہو جائیں اور سُورۃ الحمد اور دُوسری سُورہ پڑھیں۔ اس کے بعد دُوسرا رکوع بجالائیں، اس طرح کُل پانچ رکوع کریں اور ہر رکوع سے پہلے سُورۃ الحمد اور دُوسری سُورہ پڑھیں۔

پانچویں رکوع کے بعد دو سجدے بجالائیں اور دُوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

دُوسری رکعت کو پہلی رکعت کی مانند بجالائیں یعنی پانچ رکوع کریں اور ہر رکوع سے پہلے سُورۃ الحمد اور کوئی دُوسری سُورہ پڑھیں۔ پانچویں رکوع کے بعد دو سجدے بجالائیں اور تشہد اور سلام پڑھ کر نماز تمام کریں۔

مستحب ہے کہ دُوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت پڑھیں۔

سوالات

سوال ۱: مندرجہ ذیل میں سے کن چیزوں کے واقع ہونے سے نمازِ آیات واجب ہو جاتی ہے؟

(i) سورج گرہن جس سے اکثر لوگ خوفزدہ ہو جائیں۔

(ii) چاند گرہن جس سے اکثر لوگ خوفزدہ نہ ہوں۔

(iii) تیز بارش جس سے چند لوگ خوفزدہ ہوں۔

(iv) خلائی جہاز کا گرنا جس سے اکثر لوگ خوفزدہ ہو جائیں۔

سوال ۲: نمازِ آیات میں قنوت پڑھنا کب مستحب ہے ؟

سوال ۳: اپنے استاد کے سامنے نمازِ آیات پڑھنے کا عملی مظاہرہ کریں۔

سُوْرَةُ النَّصْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم والا ہے

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ②	(اے رسولؐ) جب خدا کی مدد آپہنچے اور (مکہ) فتح ہو جائے
وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ③	اور تم لوگوں کو دیکھو کہ غول کے غول خدا کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ④	پس تم اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرنا اور اسی سے مغفرت کی دعا مانگنا۔ وہ بے شک بڑا معاف کرنے والا ہے۔

اقوالِ زرّیں

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:

"جو شخص علم اور دانش حاصل کرنے کی راہ میں قدم رکھتا ہے خُدا تعالیٰ اس کے لیے بہشت کی راہ کھول دیتا ہے"

حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا:

"جو کچھ تم نہیں جانتے اسے سیکھنے میں شرم نہ کرو"

حضرت مُحمّد باقر علیہ السّلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو دوست رکھتا ہے جو ایک دوسرے کو اعلانیہ سلام کریں"

حضرت جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

"جو مسلمان دوسرے مسلمان کی ضرورت پوری کرنے کی خاطر اس کا ھاتھ بٹائے وہ اس شخص کی مانند ھے جس نے خدا کی راہ میں جہاد کیا ھو"

حضرت موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا:

"جو شخص کسی مومن کو خوش کرتا ھے خداوندِ عالم قیامت کے دن اس کے دل کو مسرُور کرے گا"